مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

ڈاکٹر گوہر مشتاق

مسلم نوجوانوں کو درپیش

سب سے بڑا مسئلہ

ڈاکٹر گوہر مشتاق

اذان سحر پبلی کیشنز

منصورہ، ملتان روڈ، لاہور فون042-35435667

نام کتاب	:	مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ
مصنف	:	ڈاکٹر گوہر مشتاق
ناشر	:	عباس اختر اعوان
		اذان سحر پبلی کیشنز، منصورہ۔ملتان روڈ لاہور
اشاعت	:	اکتوبر 2014ء
مطبع	:	رانا پرنٹرز، لاہور
قیمت	:	70 روپے

ملنے کے پتے:

- ......ادارہ معارف اسلامی منصورہ ملتان روڈ لاہور۔5432419
- ......ادارہ مطبوعات طلبہ 1اے ذیلدار پارک، اچھرہ لاہور۔7553991
- ......دی بک ڈسٹری بیوٹرز، کراچی، 021-2787137
- ......مسٹر بکس، سپر مارکیٹ، اسلام آباد فون 051-2278843,2278845
- ......اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی 051-4830451
- ......ملک اولڈ بک ڈپو، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ......احمد بک کارپوریشن، کمیٹی چوک راولپنڈی
- ......مکتبہ تبلیغ اسلام، الاکرام بلڈنگ راولپنڈی 5962137
- ......النور اسلامک بکس۔سنگاپور پلازہ۔صدر۔راولپنڈی 5794605
- ......ادارہ تطہیر افکار، جی ٹی روڈ، پشاور۔091-262407
- ......ادارہ پاسبان خبر مرکز۔1سرور روڈ، نزد سٹیٹ بینک بلڈنگ ملتان

فہرست

باب نمبر 3 47

شادیوں میں تاخیر سے پیدا ہونے والے مسائل

باب نمبر 4 83

شادیوں کو کامیاب بنانے میں خواتین کی برتری

کتابوں کی تفصیلات انٹرنیٹ سے حاصل کی جاسکتی ہوں ۔ ڈاکٹر گوہر کی اردو کی کتابوں کی لسٹ درج ذیل ہے:

1......ایک آنکھ والا دجال

2......موسیقی، اسلام اور جدید سائنس کی روشنی میں

3......انسانی دل اور قبولِ اسلام ۔ ایک مذہبی اور سائنسی تجزیہ

4......معرکہ روح وبدن

5......پردہ : عقلمند خواتین کا انتخاب

6......دجالی دور اور مسلم نوجوان

7......داڑھی کی اہمیت قرآن وسنت اور جدید سائنس کی روشنی میں

8......ویلنٹائن ڈے ۔ بُت پرست رومیوں کا تہوار

9......سورۃ الواقعہ کی سائنٹفک تفسیر

10......سورۃ یٰسٓ کی تفسیر: کتاب وسنت اور جدید تحقیقات کی روشنی میں

11...... تزکیۂ نفس، اسلام اور جدید علم نفسیات کی روشنی میں

12 ...... روزے کے روحانی اور طبی فوائد قرآن،حدیث اور میڈیکل سائنس کی روشنی میں

13 ...... دجالی دور اور مسلم خواتین

14 ...... اللہ کی مدد کیوں نہیں آرہی؟

15 ...... مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

16 ...... عرشِ الٰہی سے لٹکتی قندیلوں میں، سبز پرندوں کے دلوں میں

17 ...... تاریخ کا سبق

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَإِنَّهُ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْصَنُ لِلْفَرْجِ

(بخاری ومسلم)

''نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کرسکتا ہو اُسے کرلینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو بدنظری سے بچانے اور آدمی کی عفت قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔''

باب نمبر 1

مسلم نوجوانوں کو درپیش سب سے بڑا مسئلہ

.... شادیوں میں تاخیر

مسلم معاشروں میں آج جو بیماریاں سر اٹھا رہی ہیں اُن میں سے ایک بیماری شادیوں میں بلاوجہ کی تاخیر ہے۔ اِس مرض کے سوسائٹی میں عام ہونے میں بہت سے عوامل ایک ساتھ کارفرماں ہیں۔ اِس میں اگر اپنوں کی سادگی کا دخل ہے تو اوروں کی عیاری بھی شامل ہے۔ مسلمانوں کی بڑھتی آبادی غیر مسلم طاقتوں کی آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی ہے۔ غیر مسلموں کے سازشی ذہن یہ بات بخوبی جانتے ہیں کہ جب مسلم معاشروں میں دیر سے شادیوں کا رواج عام ہو جائے گا تو ایک طرف معاشرے میں بے حیائی پھیلے گی تو دوسری طرف شادیوں میں تاخیر کی وجہ سے بچوں کی شرح پیدائش کم ہو جائے گی کیونکہ عورتیں ایک مخصوص مدت (Menopause) کے بعد بچے پیدا نہیں کر سکتیں اور مرد حضرات اپنی عمر بڑھنے کے ساتھ بچوں کو پالنے کی ہمت کھو دیتے ہیں۔ اِس طرح سے ہمارے دشمن گویا کہ ایک تیر سے دو شکار کر سکیں گے۔ ''غیروں'' کو یہ بات معلوم

ہے جو مشہور امریکی عمرانی سائنسدان کارل وِلسن (Carl Wilson) نے اپنی کتاب "Our Dance Has Turned to Death" (مطبوعہ ۱۹۷۹ء) میں بیان کی تھی کہ جب کسی سوسائٹی میں شادی اور فیملی کی اہمیت کو کم کر دیا جائے تو اُس کا زوال یقینی ہو جاتا ہے۔ اسی طرح برطانوی علم الانسانیات (Anthropology) کے ماہر جے ڈی انون (J.D.Unwin) نے اپنی معرکۃ الآراء کتاب "Sex and Culture" میں انسانی تاریخ کی 86 (چھیاسی) تہذیبوں کا مطالعہ پیش کیا جو زوال کا شکار ہوئیں۔ انون کے مطابق اُن تمام تہذیبوں کے اِنحطاط کی وجہ جنسی بے راہ روی تھی جبکہ وہ قومیں جو شادی کی قدر کرتی ہیں ہمیشہ ترقی کرتی ہیں۔ کارل وِلسن کے مطابق جو تہذیبیں موت کا شکار ہوتی ہیں اُن کی بربادی میں شادی سے فرار کے علاوہ اُس زمانے کی تحریکِ نسواں کا بھی بہت دخل ہوتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مسلم معاشروں میں شادیوں میں تاخیر کے رجحان کو عام کرنے میں تحریکِ نسواں اور اُن کی معنوی اولاد یعنی NGOs کا بہت کچھ دخل ہے۔ اِس باب میں شادیوں میں تاخیر کے نقصانات کا قرآن، حدیث اور جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں تجزیہ پیش کیا جاتا ہے۔

قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَىٰ مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ○

(سورہ النور: آیت ۳۲)

”تم میں سے جو لوگ مجرد (unmarried bachelors) ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں، اُن کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔“

یہ آیات اُس دور میں نازل ہوئی تھیں جب حضرت عائشہؓ پر بہتان لگا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اُن کی برأت نازل فرمائی تھی۔ اِن آیات کی تفسیر میں مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ اپنی تفہیم القرآن میں لکھتے ہیں:

''واقعہ اِفک پر تبصرہ کرنے کے فوراً بعد یہ احکام بیان کرنا صاف طور پر یہ بتا رہا ہے کہ زوجہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم جیسی بلند شخصیت پر ایک صریح بہتان کا اِس طرح معاشرے کے اندر نفوذ کر جانا، دراصل ایک شہوانی ماحول کی موجودگی کا نتیجہ تھا۔ اور اُس کا علاج دیگر اصلاحات کے علاوہ یہ تھا کہ مردوں اور عورتوں کو زیادہ دیر تک مجرد نہ رہنے دیا جائے اور اُن کی شادیاں کر دی جائیں کیونکہ تجرد فحش آفریں بھی ہوتا ہے اور فحش پذیر بھی۔ مجرد لوگ اور کچھ نہیں تو بری خبریں سننے اور پھیلانے ہی میں دلچسپی لینے لگتے ہیں۔''

(تفہیم القرآن، تفسیر سورہ النور)

سورہ الرعد میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِکَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ أَزْوَاجًا وَذُرِّيَّةً﴾

(سورہ الرعد: 38)

''تم سے پہلے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) بھی ہم بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور اُن سب کو ہم نے بیوی بچوں والا بنایا تھا۔''

اور قرآن نے ہمیں درج ذیل دعا سکھائی ہے جو ہمیں اللہ سے مانگنی چاہیے:

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا قُرَّةَ أَعْيُنٍ وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِينَ إِمَامًا ○ (سورہ الفرقان: 74)

''اے ہمارے رب! ہمیں اپنی بیویوں اوراپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک دے اور ہم کو پرہیزگاروں کا امام بنا۔''

ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی:

اُنْظُرْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنَ الْحَدِيْدِ (بخاری)

''شادی کے لیے مہر تلاش کرو چاہے لوہے کی ایک انگوٹھی ہی ہو۔''

(کتاب النکاح،حدیث:4855)

اسی طرح احادیث نبوی میں شادیوں میں تاخیر سے منع کیا گیا ہے۔ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

يَا مَعْشَرَ الشَّبَابِ، مَنِ اسْتَطَاعَ مِنْكُمُ الْبَائَةَ فَلْيَتَزَوَّجْ، فَاِنَّهٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَ اَحْصَنُ لِلْفَرْجِ (بخاری ومسلم)

''نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کرسکتا ہو اُسے کر لینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو بدنظری سے بچانے اور آدمی کی عفت قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔''

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین آدمی ہیں جن کی مدد اللہ کے ذمے ہے،ایک وہ شخص جو پاک دامن رہنے کے لیے نکاح کرے، دوسرے وہ مکاتب جو مال کتابت ادا کرنے کی نیت رکھے، تیسرے وہ شخص جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلے۔''

(ترمذی،نسائی،احمد)

ایک اورحدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک فرمادیا کہ:

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِی فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِی فَلَيْسَ مِنِّی (ابن ماجہ)

''نکاح میری سنت ہے، جو میری سنت سے منہ پھیرے گا وہ ہم میں سے نہیں۔''

جدید سائنسی تحقیقات کی روشنی میں

اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے رشتے کو قرآن میں ایک نشانی قرار دیا ہے۔سورہ الروم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُم مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُم مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ٥ (سورہ الروم: آیت 21)

''اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرتے ہیں۔''

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں شادی کے درج ذیل مقاصد ہیں:

- انسانی نسل کی بقا
- انسانی نسب کی حفاظت
- ذہنی اور روحانی سکون حاصل کرنا
- میاں بیوی کا ایک دوسرے سے جسمانی سکون حاصل کرنا
- فیملی کی بنیاد ڈالنے اور بچوں کی پرورش کرنے میں میاں بیوی کا تعاون
- معاشرے کو بے حیائی سے صاف رکھنا

اِس حقیقت کو مغرب کے عمرانی سائنسدان کئی صدیوں کے بعد آج دریافت کر رہے ہیں۔ امریکی مفکر جورج گلڈر اپنی کتاب (Men and Marriage) ''مرد اور شادی'' میں لکھتا ہے کہ کسی بھی سوسائٹی میں کامیاب اور مشہور مرد وہی ہوتے ہیں جو شادی شدہ ہوتے ہیں کیونکہ جب مرد شادی کر کے اپنے اندر کی مخفی بے پناہ صلاحیتوں کو عورتوں کی تخلیقی صلاحیت (Motherhood) کے تابع کرتا ہے تو تب ہی اُس کی صلاحیتیں صحیح سمت میں گامزن ہوتی ہیں اور وہ ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔ شادی، مردوں میں اپنی فیملی کو چلانے کے لیے احساسِ ذمہ داری اور انفرادیت کا احساس پیدا کرتی ہے اور بیوی کی محبت خاوند کو مہذب بناتی ہے۔ جورج گلڈر کے مطابق تحریکِ نسواں والے (اور NGOs) دعویٰ یہ کرتے ہیں کہ وہ شادیوں کے خلاف نہیں لیکن جب اُن سے پوچھا جائے کہ شادی کی تعریف (definition) بیان کریں تو وہ اِس کا جواب دینے سے کتراتے ہیں۔

دراصل تحریکِ نسواں اور NGOs کا مقصد یہ ہے کہ فطرت نے دونوں جنسوں کو جو فرائض ودیعت کئے ہیں (مردوں پر معاشی ذمہ داری اور عورتوں پر گھر میں بچوں کی پرورش اور تربیت) اُن کو خلط ملط کر دیا جائے اور یوں معاشرے کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا جائے۔ جدید سائنسی اعداد و شمار (statistics) یہ بتاتے ہیں کہ شادیوں کی تاخیر میں بہت سے نقصانات پوشیدہ ہیں۔ چونکہ رشتہ مانگنے اور شادی کرنے کے معاملے میں عام طور پر سب سے زیادہ غفلت لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے (یعنی لڑکے کے والدین اُس کی شادی میں تاخیر کرتے ہیں) لہٰذا اُس تاخیر کا نقصان بھی سب سے زیادہ اُن کے لڑکے کو ہوتا ہے۔ غیر شادی شدہ مردوں کی زندگی مسائل اور حادثات کا مرکب ہوتی ہے اور اگر لڑکوں کی بر وقت شادی نہ کروا دی جائے تو اعداد و شمار یہ بتاتے ہیں کہ اُن کی زندگی کا اختتام اچھا نہیں ہوتا۔

کنوارے مردوں اور شادی شدہ مردوں کی تنخواہ کا موازنہ

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اِس بات کا یقین دلایا ہے کہ غربت کی وجہ سے وہ لوگ شادی کرنے سے رُکے نہ رہیں کیونکہ شادی کی برکت سے اللہ تعالیٰ بندے کے رزق میں اضافہ فرما دیتا ہے:

﴿ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ﴾

(سورہ النور:32)

''اگر وہ غریب ہیں تو (شادی کے بعد) اللہ اپنے فضل سے اُن کے حالات اچھے کردے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔''

یقیناً اللہ کا وعدہ سچا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مجرد مردوں (bachelor men) اور شادی شدہ مردوں کی تنخواہوں میں بہت زیادہ فرق پایا جاتا ہے۔ امریکہ کے محکمہ محنت (Labor Department) کی 1966ء کی ایک تحقیق کے مطابق مجرد مردوں اور کنواری عورتوں کی سالانہ تنخواہوں میں کوئی فرق نہیں پایا جاتا۔ اسی طرح پچیس سال سے زیادہ عمر کے کالج گریجوایٹ غیر شادی شدہ مردوں اور عورتوں کی تنخواہوں میں 1969ء کی تحقیق کے مطابق کوئی تفاوت نہیں پایا جاتا تھا۔ اِس کے برعکس 1983ء کی امریکہ کی Census Bureau کی رپورٹ کے مطابق شادی شدہ مرد، کنوارے مردوں یا عورتوں سے 80 فی صد زیادہ پیسہ کماتے ہیں۔ سوسائٹی میں سب سے زیادہ تنخواہ کمانے والے عام طور پر ہمیشہ شادی شدہ مرد ہی ہوتے ہیں۔ اسی بنا پر جارج گلڈر اپنی کتاب "Men & Marriage" میں ایسے کنوارے نوجوانوں کو جو زندگی میں ترقی کرنا چاہتے ہیں، یہ مشہورہ دیتا ہے کہ وہ شادی کرلیں۔ یہاں یہ بات نوٹ کرلیں کہ جارج گلڈر کوئی عام دام آدمی نہیں۔ وہ امریکہ کا چوٹی کا مفکر ہے جس کی قابلیت کا اندازہ اِس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اُسے امریکی صدر رونلڈ ریگن کا سپیچ رائٹر

ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔

مزید برآں، ایک تحقیق جو اقتصادیات کے رسالے "Industrial Labor Relations Review" کے 1991ء کے شمارے میں چھپی، ماہر اقتصادیات جونی ہرش (Joni Hersch) نے شادی شدہ مردوں اور کنوارے مردوں کی تنخواہوں کے فرق کو اُن کی نوکریوں کی نوعیت کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی۔ چنانچہ ماہر اقتصادیات جونی ہرش نے دریافت کیا کہ جن شادی شدہ اور کنوارے مردوں پر خاندانی ذمہ داریاں یکساں نوعیت کی تھیں اُن میں بھی شادی شدہ مردوں کی کمائی کنوارے مردوں کے مقابلے میں 17 فیصد زیادہ تھی۔ (1)

اِس تحقیق کے نتائج اور اسی طرح کی دیگر تحقیقات پر تبصرہ کرتے ہوئے دو خواتین محققین لنڈا ویٹ (Linda Waite) اور میری گیلیگہر (Marie Gallagher) اپنی کتاب "The Case for Marriage" میں شادی کرنے کے حق میں دلائل دیتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"The majority of husbands' higher earnings come from the increase in men's productivity that marriage itself causes.... For the male worker, a wife is a secret weapon, giving him, over time, a powerful competitive advantage over his unmarried coworkers."**(2)**

''شادی شدہ مردوں کی تنخواہ زیادہ ہونے کی اصل وجہ بذاتِ خود شادی ہے جو اُس مرد

---

1) Hersch, Joni. (1991), "Male-Female Differences in Hourly Wages: The Role of Human Capital, Working Conditions, and Housework," Industrial Labor Relations Review. Vol. 44, p. 749-759.

2) Waite, Linda and Gallagher, Marrie (2000) The Case for Marriage: Whey Married People are Happier, Healthier, and Better Off Financially. New York, Doubleday.

کی کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتی ہے......ایک بزنس یا نوکری کرنے والے
مرد کے لئے بیوی اُس کے ''خفیہ ہتھیار'' کی طرح ہوتی ہے جو کہ وقت کے
ساتھ ساتھ اُس شخص کے غیر شادی شدہ، ہم پیشہ رفقاء پر اُس شخص کو فوقیت
دلوا دیتی ہے۔''

یاد رہے کہ کنوارے مردوں کے مقابلے میں شادی شدہ مردوں کی زیادہ کمائی صرف امریکہ تک محدود نہیں بلکہ دنیا میں تقریباً ہر جگہ معاملہ یہی ہے۔ اقتصادیات کے ایک سائنٹفک جریدے "Journal of Population Economics" کے 1995ء کے شمارے میں شائع ہونے والی ایک تحقیق میں ماہر اقتصادیات رابرٹ ایف شوئی (Robert F. Schoeni) نے پوری دنیا کے چودہ (14) ترقی یافتہ ممالک میں مرد حضرات کی کمائیوں (earnings) کا تقابل (Comparison) کیا۔ رابرٹ شوئی نے اِس تحقیق میں یہ حیرت انگیز بات دریافت کیا کہ اس کی تحقیق میں شامل ہر ملک میں شادی شدہ مردوں کی کمائی اور آمدنی، کنوارے مردوں کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ تھی۔ **(1)**

مختلف تحقیقات میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ شادی شدہ مردوں کی شادی کو جتنا زیادہ عرصہ گزرا تھا، کنوارے مردوں کے مقابلے میں اُن کی کمائی کا فرق اتنا ہی بڑھتا چلا گیا تھا یعنی جوں جوں اُن مردوں کی شادی شدہ زندگی کا دور بڑھا، اُن کے بچے پیدا ہوئے، اُن کا کنبہ بڑا ہوا، ویسے ویسے اُن کی کمائیوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ چونکہ یہ معاملہ پوری دنیا میں تقریباً ایک جیسا ہے اِس لیے ضرور اِس میں خدائی مدد شامل ہے۔ دراصل کنوارے مردوں کے مقابلے میں شادی شدہ مرد حضرات زیادہ مستحکم (stable) زندگی گزارتے

1) Schoeni, Robert F. (1995), "Marital Status and Earnings in Developed Countries," Journal of Population Economics. Vol. 8, p. 351-359.

ہیں۔ شادی شدہ مرد حضرات کو اِس بات کا پورا پورا احساس ہوتا ہے کہ اُن پر ان کے بیوی بچوں کی معاشی کفالت کی ذمہ داری ہے چنانچہ وہ اپنی نوکری یا بزنس سے چھٹیاں بہت کم کرتے ہیں۔

امریکہ کے دو ماہرین عمرانیات فرانسس گولڈ شائڈر (Frances Goldscheider) اور لنڈا ویٹ (Linda Waite) نے اپنی کتاب New Families, No Families? میں کنوارے مردوں کے مقابلے شادی شدہ مرد حضرات کی زیادہ کمائی کی ایک اور وجہ بھی بیان کی ہے کہ شادی شدہ مرد کے پاس اپنی جاب (نوکری یا بزنس) پر توجہ مبذول کروانے کے لئے زیادہ وقت ہوتا ہے کیونکہ اُن کی بیویوں نے گھر کے بیشتر اُمور کو خود سنبھالا ہوتا ہے مثلاً کھانا تیار کرنا، کپڑے دھونا، بچوں کی دیکھ بھال، بچوں کے سکول کا ہوم ورک کروانے میں مدد کرنا، کپڑے استری کرنا، گھر کی صفائی، وغیرہ۔ ذمہ داریوں کی میاں بیوی میں اِس طرح کی تقسیم کی وجہ سے خاوند حضرات اپنی نوکری (جاب) یا بزنس پر زیادہ اچھے طریقے سے توجہ مبذول کر سکتے ہیں اور زیادہ پیسہ کما سکتے ہیں۔ **(1)**

اِن تمام باتوں سے ہمیں خلیفہ ثانی حضرت عمرؓ بن خطاب کی وہ سنہری نصیحت بخوبی سمجھ آجاتی ہے جو آپ نے ابراہیم بن محمد بن المنتشر کو ایک موقع پر کی تھی:

اِبْتَغُوا الْغِنَى فِي النِّكَاحِ (ازالۃ الخفاء) **(2)**

''اچھے معاشی حالات کو نکاح کرنے میں تلاش کرو۔''

(یعنی اپنے معاشی حالات اچھے کرنا چاہتے ہو اور تمہاری شادی نہیں ہوئی ہے تو شادی کر لو کیونکہ

---

1) Goldscheider, Frances K. and Waite, Linda (1991) New Families, No Families?: The Transformation of the American Home. Berkeley, University of California Press.

2) (ازالۃ الخفاء، شاولی اللہ محدث دھلوی، کتاب النکاح، جلد 3، ص 407)

اُس کی برکت سے تمہارے معاشی حالات اچھے ہوجائیں گے۔)

یہ تمام تحقیقات اُن والدین کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہیں جو اپنے بیٹے کی نوکری لگ جانے کے بعد فوری طور پر اُس کی شادی اس لیے نہیں کرتے کہ پہلے کچھ عرصہ ہم خود تو اپنے بیٹے کی تنخواہ کھالیں پھر بیوی آگئی تو پتہ نہیں کچھ ملے گا بھی یا نہیں۔ لیکن وہ والدین یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اُن کا کنوارہ بیٹا جب تک کنوارہ رہے گا وہ پیسے کمائے گا ہی تھوڑے۔بات وہی ہوگی کہ ''گنجی کیا نہائے گی اور کیا نچوڑے گی؟''۔اس کے برعکس اگر والدین بیٹے کی جاب لگنے کے فوراً بعد اُس کی شادی کردیں تو جلد ہی احساس ذمہ داری کی وجہ سے اُن کا بیٹا کمائی بھی اچھی کرنے لگے گا (جیسا کہ اقتصادی تحقیقات بتاتی ہیں) اور اپنی کمائی کا ایک حصہ اپنے والدین کو دینے کے قابل بھی ہوجائیگا۔

کنوارے مرد اور نفسیاتی بیماریاں

سویڈش زبان کا ایک پرانا محاورہ ہے:

"Shared joy is double joy, shared sorrow is half sorrow."

''خوشی بانٹنے سے دوگنی ہوجاتی ہے اور غم بانٹنے سے غم آدھا ہوجاتا ہے۔''

شادی ہمیں اپنی زندگی کی خوشیاں اور غم بانٹنے کا موقع فراہم کرتی ہے۔شادی کا مطلب ہوتا ہے کہ ہمیں ہر وقت ایک مخلص دوست اور رازدان میسر ہے (بیوی یا خاوند کی صورت میں)۔ایک مرد جب اپنی دن بھر کی پریشانیوں سے متعلق رات کے وقت بے چین ہوتا ہے تو اُس کے قریب اُس کی بیوی اُس کو تسلی دینے کے لیے موجود ہوتی ہے۔مرد اپنی بیوی ہی کے سامنے اپنے غموں کو ہلکا کرتا ہے اور دکھوں پریشانیوں میں ایک عورت کو اپنے خاوند کی تسلی درکار ہوتی ہے۔الغرض کہ ایک مرد کے لئے اُس کی بیوی، تنہائی کے خلاف

سب سے بڑی ڈھال ہوتی ہے۔

کنوارے مردوں کا سب سے بڑا مسئلہ اُن کی ذہنی اور جسمانی حالت ہوتی ہے۔ گو کہ مردوں کو نفسیاتی بیماریاں عورتوں کے مقابلے میں زیادہ ہوتی ہیں لیکن کنوارے مردوں کو یہ مسئلہ سب سے زیادہ ہوتا ہے۔امریکی ماہر عمرانیات جیسی برنارڈ نے اپنی کتاب The Future of Marriage (مطبوعہ نیویارک) میں جو تحقیقات پیش کی ہیں اُن کے مطابق 25 سے 65 سال کے درمیان کی عمر کے کنوارے مرد، شادی شدہ مردوں یا عورتوں کے مقابلے میں 30 فیصد زیادہ ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں اور اُن کے مقابلے میں دوگنا زیادہ ذہنی امراض (Neurosis) کے مریض بنتے ہیں۔اسی طرح شادی شدہ عورتوں یا شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں کنوارے مرد تین گنا زیادہ نروس بریک ڈاؤن کا شکار ہوتے ہیں، تین گنا زیادہ بے خوابی کے مرض میں مبتلا ہوتے ہیں اور اگر انہیں نیند آ بھی جائے تو تین گنا زیادہ ڈراؤنے خواب (Nightmares) دیکھتے ہیں۔ **(1)**

مغربی سائنسدان لیوسرول (Leo Srole) اور اُس کے معاون سائنسدانوں نے اپنی تحقیق جس کا عنوان تھا "Manhattan Survey" میں جو اعداد و شمار جمع کیے اُن کے مطابق تمام آبادی میں سے کنوارے مرد سب سے زیادہ ذہنی امراض (mental illnesses) کا شکار ہوئے تھے اور عمر کے ساتھ اُن کی حالت بد سے بدترین ہوتی جاتی تھی حتیٰ کہ 50 سے 59 سال کی عمر تک پہنچتے پہنچتے تقریباً 46 فیصد کنوارے مرد Mental Health Impairment کا شکار ہو چکے تھے۔یہی وجہ ہے کہ امریکہ کے محکمہ اعداد و شمار (U.S. Bureau of Census) کے 1980ء کے نتائج کے مطابق ذہنی امراض کے ہسپتالوں میں شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں 22 گنا زیادہ کنوارے مردوں کو داخل کیا جاتا ہے۔ **(2)**

1) Bernard, Jesse (1972). The Future of Marriage. New York, World Publishing Company.

2) Srole, Leo et al. (1978). Mental Health in the Metropolis: The Midtown Manhattan Study. (Vol.1) New York, New York University Press.

کنوارے مرد اور جرائم

شادی شدہ زندگی اور بیوی بچوں کی موجودگی ایک مرد کو مہذب بناتی ہے۔ اِس کے برعکس جن نوجوانوں کی شادیوں میں والدین یا خاندان والے بلاوجہ تاخیر کرتے ہیں، وہ کنوارے نوجوان جرائم کا رُخ کر کے معاشرے کو اپنی مردانگی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں۔ امریکہ کی FBI کی شائع کی گئی رپورٹ (Uniform Crime Report) مطبوعہ واشنگٹن ڈی سی 1980ء کے مطابق چودہ برس سے زیادہ عمر کے کنوارے مرد مجموعی آبادی کا صرف 13 فیصد ہوتے ہیں لیکن اُن میں جرائم کرنے والوں کی اتنی کثرت ہوتی ہے کہ اُن مجرموں میں سے 40 فیصد کنوارے مرد ہوتے ہیں اور اُن میں سے بھی 90 فیصد نوجوان خطرناک قسم کے جرائم (قتل، ڈکیتی، وغیرہ) کرتے ہیں۔ اسی طرح زنا بالجبر (Rape) کے جرائم میں مجرد مرد، شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں پانچ گنا زیادہ ملوث ہوتے ہیں۔ **(1)**

اِس سے بھی زیادہ فیصلہ کن تحقیق امریکہ کے عمرانی سائنسی جریدے American Sociological Review کے 1998ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ اِس ریسرچ کے تین محققین جان لاوڈ (John Laud)، ڈینیل ناگین (Daniel Nagin) اور رابرٹ سیمسن (Robert Sampson) نے یہ ریسرچ پانچ سو (500) کم عمر اور نوجوان عادی مجرموں پر کی جس کا مقصد یہ معلوم کرنا تھا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ بعض نوجوان بعد میں جرائم کرنا چھوڑ دیتے ہیں جبکہ بعض نوجوان تیس یا چالیس سال کی عمروں تک پہنچ کر بھی جرائم کرتے رہتے ہیں۔ اُن سائنسدانوں نے یہ مشاہدہ کیا کہ اصلاح یافتہ نوجوانوں اور جرائم جاری رکھنے والے نوجوانوں میں اُن کے بچپن کے حالات یا فیملی کے ماحول کے حوالے سے کوئی فرق نہیں پایا جاتا تھا۔ اُن کی ذہانت (I.Q) بھی ایک جیسی تھی، اُن کے

---

1) Uniform Crime Reports (1980) Federal Bureau of Investigation (Washington, D.C.)

گھروں کے معاشی حالات بھی یکساں تھے اور اپنے لڑکپن (Teenage) میں دونوں قسم کے نوجوانوں کو اپنے جرائم کی وجہ سے برابر مقدار میں گرفتار کیا گیا تھا۔ پھر آخر کیا وجہ تھی کہ نوجوانوں میں سے بعض نے جرائم کرنے چھوڑ دیئے؟ (وہ اصلاح یافتہ نوجوان بن گئے) جبکہ نوجوانوں میں سے بعض نے اپنی زندگی میں جرائم کرنے جاری رکھے۔ محققین لاوڈ، ناگین اور سیمسن نے یہ دریافت کیا کہ جن نوجوانوں کی شادیاں ہوگئیں اُن کی مجرمانہ کاروائیوں میں انتہائی حد تک کمی واقع ہوگئی۔ محققین نے تخمینہ لگایا کہ ایک اچھی شادی کے نتیجے میں پکے مجرموں (hardcore delinquents) کی جرم کرنے کی شرح میں دوتہائی (66%) کمی واقع ہوگئی (بہ نسبت اُن مجرموں کے جن کی شادی نہیں ہوئی تھی)۔

اپنی ریسرچ کے خلاصے میں اُن سائنسدانوں نے یہ بات لکھی:

"Sometimes, some high-rate-offenders enter into circumstances like marriage that provide the potential for informal social control. When they do, and in our case when marital unions are cohesive, the investment has a significant preventive effect on offending." **(1)**

''بعض اوقات کئی مجرم مرد ایسے حالات میں داخل ہوجاتے ہیں، مثلاً اُن کی شادی ہوجاتی ہے، جوکہ بالواسطہ طریقے سے ایک معاشرتی کنٹرول ثابت ہوتی ہے۔ جب ایسا ہوتا ہے اور جب شادی کا تعلق مضبوط ہوتا ہے تو شادی کی وجہ سے جرائم کو روکنے میں بہت مدد ملتی ہے۔''

---

1) Laud, John H., Nagin, Daniel S. & Sampson, Robert J. (1998), "Trajectories of Change in Criminal Offending: Good Marriages and the Desistance Process" American Sociological Review. Vol. 63, p. 225-238.

اُن سائنسدانوں نے مزید لکھا:

"Early marriages characterized by social cohesiveness led to a growing preventive effect [on criminal behavior].... The data support the investment-quality character of good marriages."

''جلدی شادیاں جن میں باہمی تعلق مضبوط ہو اُن کی وجہ سے نوجوانوں کے مجرمانہ رویے میں واضح طور پر کمی واقع ہوتی ہے..... ہمارے اعداد وشمار یہ بتاتے ہیں کہ اچھی شادیاں (یعنی جو زبردستی کی شادیاں نہیں ہوتیں) ایک طرح سے مستقبل کے لئے سرمایہ کاری (انویسٹمنٹ) کی طرح ہوتی ہیں۔''

اِس تحقیق سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ شادی کے اندر عادی مجرموں تک کو بدلنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ شادی کے ذریعے احساس ذمہ داری اور معاشرتی بندھن پیدا کر کے نہ صرف ہم اپنے معاشرے کے بگڑے ہوئے نوجوانوں کی اصلاح کر سکتے ہیں بلکہ اپنے معاشرے کے شریف نوجوانوں کو مجرم بننے سے بھی بچا سکتے ہیں۔ مسلمان والدین کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اپنے نوجوان بیٹوں اور بیٹیوں کی جلدی شادی کر دینے سے اُن کے مہذب بننے میں مدد ملے گی اور اِس میں مسلمان والدین کا اپنا ہی فائدہ ہے۔

اسلام کے ہر حکم میں سرتاپا حکمت پائی ہے۔ قرآن نے کئی صدیاں پہلے سوسائٹی کو انہی جرائم سے بچانے کے لیے معاشرے کے لوگوں (یعنی والدین، رشتہ داروں، دوستوں وغیرہ) کو حکم دے دیا تھا کہ سوسائٹی کے کنوارے مردوں عورتوں کی شادیاں کر دو لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے قرآن کو عمل کی کتاب سمجھا ہی کب تھا۔ قرآن کے متعلق تو مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو چومنے، ختم کروانے، قُل کروانے، چالیسواں اور برسی پر پڑھنے،

شادی پر دُلہن کو اِس کے سائے میں سے گزروانے ، تبرک حاصل کرنے اوراِس کی بے حرمتی ہوجانے کی صورت میں اِس کے لیے جان قربان کردینے کی کتاب ہے، عمل کی کیا ضرورت ہے! صحابہ کرام ؓ نے قرآن پر عمل کرلیا تا، ہم آج کے دور کے مسلمانوں کو قرآن پر عمل کرنے کی کیا ضرورت ہے!!!

کنوارے مرد اور حادثاتی اموات

اگر حادثاتی اموات کا موازنہ کیا جائے تو سوسائٹی میں کنوارے مردوں کی شرح اموات سب سے زیادہ ہے اورزیادہ تر یہ اموات خودکشی کی صورت میں ہوتی ہیں۔شکاگو یونیورسٹی کے ماہرِ عمرانیات ایڈورڈ اے وائن (Edward A. Wynne) نے امریکہ کی پارلیمنٹ (U.S. House of Representatives) کے سامنے 20 جولائی 1983ء کو ایک رپورٹ پیش کی جس کے مطابق یہاں پر 1960ء سے 1970ء کے درمیان کنوارے مردوں میں خودکشی کی شرح میں 154 فیصد اضافہ ہوا ہے جو کہ بہت زیادہ ہے۔اورعمر بڑھنے کے ساتھ کنوارے مردوں کا خودکشی کی طرف رجحان بڑھتا جارہا ہے۔اسی طرح ایک دوسری تحقیق کے مطابق گاڑیوں کے حادثات (automobile and car accidents) اوردیگر بیماریوں کی وجہ سے کنوارے مردوں کی شرح اموات، معاشرے میں موجود شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں دوگنی (double) ہوتی ہیں۔یورپ کے انیسویں صدی کے مشہور ماہرعمرانیات ایمیل ڈرک ہیم (Emile Durkheim) نے کنوارے مردوں میں خودکشی کی اموات کی زیادتی کے متعلق اپنی کتاب "Suicide: A Study in Sociology" (مطبوعہ نیویارک) میں لکھا تھا:

"The bond attaching the [single] man to life relaxes because that which is attaching him to society is itself slack."

''کنوارے مرد کا سوسائٹی سے تعلق کمزور رہتا ہے، اِس لئے زندگی سے بھی اُس کا تعلق کمزور ہو جاتا ہے۔'' (1)

اپنی تنہائی کی وجہ سے کنوارے مردوں کو شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں ڈپریشن زیادہ ہوتے ہیں جس کے نتیجے میں وہ کئی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ تنہائی کی وجہ سے کنوارے مرد خاص طور پر دل کی امراض کا شکار رہتے ہیں جیسا کہ امریکہ کے ڈاکٹر جیمس لنچ (James Lynch, M.D.) نے اِس موضوع پر تفصیل سے اپنی کتاب "The Broken Heart: Medical Consequences of Lonliness" میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔

شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں کنوارے مردوں کی شرح اموات کی کثرت (high death rates) کی وجہ صرف خودکشی یا دل کی بیماریوں تک محدود نہیں۔ سائنسی جریدے Journal of Marriage and the Family میں 1990ء میں چھپنے والی ایک تحقیق میں خاتون محققہ کیتھرین روس (Catherine Ross) اور معاون سائنسدانوں نے جو اعداد و شمار مہیا کئے ہیں اُن کے مطابق کنوارے مردوں میں شرح اموات کی کثرت کی وجہ خودکشی کے علاوہ ایسی بیماریاں بھی ہیں جو اُنھیں لگ جاتی ہیں مثلاً پھیپھڑوں کا کینسر (Long Cancer) یا جگر کا کینسر (cirrhosis) جن کی وجہ سے وہ جوانی یا ادھیڑ عمر میں ہی مرجاتے ہیں۔ (2)

---

1) Durkheim, Emile (1966). Suicide, A Study in Sociology. (trans. by John A. Spaulding and George Simpson, ed. George Simpson). New York, The Free Press.

2) Catherine, E. Ross, Mirowsky, John & Goldsteen, Karen (1998), "The Impact of the Family on Health: Decade in Review" Journal of Marriage and the Family. Vol. 52, p. 1061.

دوسری اہم بات یہ نوٹ کرنے کی ہے کہ کنواری خواتین بھی شادی شدہ خواتین کے مقابلے میں جلدی مرجاتی ہیں، بس فرق صرف اتنا ہے کہ کنواری خواتین، تنہائی کے غم میں عام طور پر گھٹ گھٹ کرمرجاتی ہیں اوراُن کی موت کے اسباب (Causes of death) کنوارے مردوں کی طرح اتنے شدید نہیں ہوتے۔

مزید چونکا دینے والی بات یہ ہے کہ دنیا کے تقریباً سبھی ممالک اورتہذیبوں میں عمرانی سائنسدانوں نے شادی اورشرح اموات کا آپس میں گہرا تعلق نوٹ کیا ہے۔ دنیا کی آبادی کے رجحانات کا مطالعہ کرنے والے سائنسی جریدے Demography میں 1990ء میں شائع ہونے والی ریسرچ میں دوعمرانی سائنسدان یوئین رینگ ہو (Yuanreng Hu) اور نورین گولڈ مین (Noreen Goldmen) نے یہ انکشاف کیا ہے کہ جاپان اور ہالینڈ جیسے ایک دوسرے سے بالکل مختلف کلچر رکھنے والے ممالک میں بھی یہ بات مشترک پائی جاتی ہے کہ وہاں پر غیرشادی شدہ مرد حضرات اورخواتین، وہاں کے شادی شدہ لوگوں کے مقابلے میں کم عمر پاتے ہیں (یعنی جلدی وفات پا جاتے ہیں)۔

علاوہ بریں، گولڈ مین اور یوئین رینگ ہُو نے یہ مشاہدہ بھی کیا کہ اکثر ترقی یافتہ ممالک میں کسی بھی عمر کے مرد حضرات چاہے وہ کنوارے ہوں، طلاق یافتہ ہوں یا رنڈوے (Widowed)ہوں، اُن کی شرح اموات (death rate)، شادی شدہ مردوں کے مقابلے میں دُگنی (ڈبل) ہوتی ہے۔ غیرشادی شدہ خواتین کی شرح اموات، شادی شدہ خواتین کے مقابلے میں ڈیڑھ گنا زیادہ ہوتی ہے۔ **(1)**

1) Hu, Yuanreng & Goldman, Noreen (1990), "Mortality Differentials by Marital Status: An International Comparison" Demography. Vol. 27(2), p. 233-250.

یہ اعداد و شمار (Statistics) جس طرح غیر مسلم ممالک میں پائے جاتے ہیں اُسی طرح مسلم ممالک میں بھی شادی شدہ اور غیر شادی شدہ افراد میں مرنے کا تناسب اور شرح تقریباً یہی ہے کیونکہ دنیا کی ہر جگہ انسانوں کی فطرت ایک جیسی رہتی ہے جیسا کہ قرآن ہمیں بتاتا ہے:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ﴾

(سورہ الروم: 30)

''قائم ہو جاؤ اُس فطرت (Inherent nature) پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا کیا ہے، اللہ کی بنائی ہوئی ساخت بدلی نہیں جا سکتی۔''

اوپر بیان کی گئی تحقیقات میں کنوارے یا طلاق یافتہ یا رنڈوے مردوں میں شرح اموات کی کثرت کی بنیادی وجہ اکیلے پن (loneliness) یا ڈپریشن (depression) کی وجہ سے پیدا ہونے والی بیماریاں ہیں۔ غیر شادی شدہ مرد یا غیر شادی شدہ عورت کو اپنے زندگی کے ساتھی کے سامنے اپنے غم یا اپنی فکریں بیان (Share) کرنے کا موقع نہیں ملتا جس کے نتیجے میں وہ نفسیاتی امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اکیلا رہنے کا یہ Stress ہر غیر شادی مرد یا عورت کو ہو سکتا ہے چاہے وہ غیر مسلم ہو یا مسلمان کیونکہ انسانوں کی فطرت نہیں بدلتی۔ یہی وجہ ہے کہ میاں بیوی کے رشتے کو قرآن نے اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیا ہے۔ چنانچہ سورہ الروم میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ ○ (سورہ الروم: آیت 21)

''اور اُس کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ اُس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے بیویاں بنائیں تاکہ تم اُن کے پاس سکون حاصل کرو اور تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کردی۔ یقیناً اِس میں بہت سی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غوروفکر کرتے ہیں۔''

باب نمبر 2

بے اولاد دجال کے طرزِ زندگی کا توڑ شادی کرنے میں ہے

مسلمان علماء کی نوجوانوں کو نصیحت

مسلمان علمائے کرام، اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی بصیرت کی بدولت یورپ کی سائنسی تحقیقات سے کئی صدیاں پہلے قرآن کے احکامات کی حکمتوں سے آگاہ تھے۔ مشہور ولی اللہ خاتون رابعہ بصریؒ کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو اُنہوں نے اپنی مرید عورتوں کو قریب بلا کر فرمایا: ''میں تم سب عورتوں کو نصیحت کرتی ہوں کہ تم سب شادی ضرور کر لینا۔ میں نے زندگی میں شادی نہیں کی لیکن جب میں رات کو عبادت میں مصروف ہوتی تھی اور باہر سے چوکیدار کی آواز آتی تھی تو کبھی کبھار میرا دل اُس مرد چوکیدار کی طرف مائل ہونے سے نہیں رُک سکتا تھا۔'' (تذکرۃ الاولیاء)

برصغیر پاک و ہند کے بے مثال صوفی شیخ علی ہجویری گنج بخشؒ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''کشف المحجوب'' میں بتایا ہے کہ انہوں نے اِس لیے نکاح نہیں کیا کیونکہ

وہ تمام زندگی سفر میں رہے۔ ایسے حالات میں اُن کے لئے شادی کرنا ممکن نہ تھا۔ لیکن شیخ علی ہجویری گنج بخشؒ نے اپنی زندگی اور اپنے نفس کی ریاضتوں اور چلوں سے جو سبق سیکھا اُس کی روشنی میں اُنہوں نے مسلمانوں کو درج ذیل نصیحت کی جو سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے:

''اکیلا رہنے میں دو آفتیں ہیں، ایک سنت کا ترک کرنا اور دوسرا اپنے اندر شہوت کو پالنا جو کسی وقت بھی اُس شخص کے لیے سخت آفت اور فتنے کا موجب بن سکتی ہے ...... اور مَیں (علی ہجویری بن عثمان جلابی) خود اِس میں مبتلا ہو چکا ہوں، اِس لیے اِس کی تباہ کاری کو خوب سمجھتا ہوں۔ گیارہ سال تک میں نے نکاح نہیں کیا اور گناہ سے بھی بچا رہا مگر اِس فتنہ میں میرا مبتلا ہونا اُس نے میری تقدیر میں لکھ رکھا تھا۔ چنانچہ میں ایک پری صفت عورت کا بغیر دیکھے اِس درجہ دل و جان سے گرویدہ ہوا کہ ایک سال اُسی عورت کی محبت میں ڈوبا رہا۔ قریب تھا کہ میرا دین تباہ و برباد ہو جاتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے کمالِ لطف اور مہربانی سے میرے دل پر عصمت و پاکیزگی کا فیضان فرمایا اور اپنی رحمت سے مجھے اِس آفت سے نجات بخشی۔''

مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ سے ایک مرتبہ کسی نوجوان نے یہ سوال پوچھا کہ کیا وہ مجرد رہ سکتا ہے کیونکہ امام ابن تیمیہؒ اور خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے بھی شادی نہیں کی تھی۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے جواب میں اُس نوجوان کو لکھا: ''دیکھیں ہمارے پاس یہ جاننے کا کوئی ذریعہ موجود نہیں کہ اُن حضرات نے کیوں شادی نہ کی۔ میں اُن کے اِس عمل کی کوئی تاویل کر کے خواہ مخواہ اُمت مسلمہ کو گمراہ کرنے کا سبب نہیں بن سکتا۔ اگر آپ نکاح نہیں کرتے تو چاہے آپ اپنے اعضاء اور نظروں کو گناہ سے بچالیں لیکن آپ اپنے خیالات کو شہوت کے اثرات سے نہیں بچاسکیں گے۔'' (رسائل و مسائل، مطبوعہ لاہور)

سید احمد شہیدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ نے جب صوبہ سرحد میں اسلامی نظام خلافت قائم کیا تو وہاں سے ایک جاہلی رسم کو ختم کیا جس میں وہاں کے لڑکی کے والدین اور گھر والے لوگ، لڑکے والوں سے بھاری مقدار میں رقم وصول کیے بغیر اپنی بیٹیوں کا نکاح نہ کرتے تھے۔ اسی طرح جن لڑکیوں کا نکاح ہو جایا کرتا تھا، تو وہ بھی اِس انتظار میں کہ پٹھانوں کی رسوم کے مطابق رخصتی کا سامان ہو، برسوں بیٹھی رہتی تھیں یہاں تک کہ بعض اِس انتظار میں بوڑھی ہو جایا کرتی تھیں اور اس سے معاشرے میں بہت سی قباحتیں پیدا ہوتیں۔ وہاں کی عورتوں نے سید صاحبؒ سے انصاف کی درخواست کی۔ اُس کے نتیجے میں سید صاحب نے یہ حکم نامہ جاری فرمایا کہ جن عورتوں کا نکاح ہو چکا تھا، تین دن کے اندر اُن کی رخصتی کر دی جائے اور جو لڑکیاں بالغ ہو چکی تھیں اور اُن کی شادی نہیں ہوئی تھی، ایک مہینے کے اندر اندر اُن کا نکاح کر کے رخصتی کر دی جائے۔ سید صاحب نے یہ حکم اپنی حکومت میں سختی کے ساتھ نافذ فرمایا۔

(بحوالہ سیرت سید احمد شہیدؒ ازمولانا ابوالحسن علی ندویؒ، مطبوعہ ندوہ، لکھنو، انڈیا)

مسلمان علماء اِس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ نوجوان مردوں اور عورتوں کی شادیوں میں تاخیر کی وجہ سے اُن کی بہت سی تخلیقی صلاحیتیں ضائع ہو جاتی ہیں اور اُن کی توجہ اپنے صنفی جذبات کا مقابلہ کرنے میں صرف ہو جاتی ہے۔ بلوغت کے بعد انسان کے جسم میں جنسی ہارمون پوری شدت سے اپنا زور مارتے ہیں اور ایسے میں صرف نکاح ہی انسان کی نگاہ کی نیچا کر سکتا ہے۔ چنانچہ نوجوانوں کی مناسب وقت پر تاخیر کیے بغیر شادی کر دینے سے اُن کی تخلیقی صلاحیتیں ایک خاص سمت میں مرکوز ہو سکتی ہیں۔ ہمیں جدید دجالی دور کے اِس جھوٹے دعوے پر کان نہیں دھرنے چاہیں کہ شادی کرنے کی وجہ سے نوجوان لڑکے لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ شادی نوجوانوں میں احساس ذمہ داری پیدا کرتی ہے اور شادی شدہ نوجوانوں کو مکمل ذہنی

یکسوئی (Concentration of mind) مل جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرسکتے ہیں۔

کینیڈا کے نومسلم اسلامی سکالر ڈاکٹر بلال فلپس (Bilal Philips) نے مختلف اسلامی ممالک کے سکولوں میں کئی برس تک نوجوانوں کو بحیثیت ٹیچر کے پڑھایا ہے۔ ٹورانٹو میں مسلمانوں کے ایک اجتماع کو ایک لیکچر میں جس کا عنوان تھا:

"In the Shade of the Throne" یعنی ''عرش الٰہی کے سائے میں''، انھوں نے اُس خطاب میں فرمایا:

''مسلم نوجوانوں میں بالخصوص 18 سال سے 25 سال تک کی عمر میں جسم میں بے پناہ مقدار میں جنسی ہارمونز پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ اُن کے جسم شدید آزمائش کا شکار ہوجاتے ہیں۔ مسلم نوجوانوں کو اِس آزمائش سے بچانے کے لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: ''نوجوانو! تم میں سے جو شخص شادی کرسکتا ہو اُسے شادی کرلینی چاہیے کیونکہ یہ نگاہ کو بدنظری سے بچانے اور آدمی کی پاکدامنی کو قائم رکھنے کا بڑا ذریعہ ہے۔'' (صحیح بخاری) اسلام نے نوجوانوں کو جوانی کی عمر میں شادی کرنے پر اُبھارا ہے لیکن بدقسمتی سے آج مسلم ممالک میں مسلمان لوگ اپنے نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی جوانی میں شادی کرنے کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں۔ اُنھیں کہا جاتا ہے کہ پہلے اپنی تعلیم مکمل کرو، اپنی یونیورسٹی کی تعلیم مکمل کرو، ڈگری حاصل کرو، اچھی جاب حاصل کرو، پھر تمھاری شادی کا سوچیں گے۔ یہی نہیں بلکہ نوجوان لڑکوں سے والدین یہ بھی کہتے ہیں کہ پہلے اپنا گھر خریدنے کے لیے پیسے جمع کرو اور فلاں فلاں چیزیں [معاشرے میں اپنا اونچا Status دکھانے کے لیے] جمع کرلو اور جب سب کچھ تیار ہوجائے گا تو تمہاری شادی کردیں گے۔

❁ اِس طرح کرنے سے نوجوانوں کو اپنی زندگیوں کا مشکل ترین دور شادی کے بغیر گزارنا پڑتا ہے اور جب وہ 30 سال کی عمر کے قریب پہنچنے لگتے ہیں تو اُن کی

شادی کروائی جاتی ہے حالانکہ شادی کا اصل وقت تو گزر چکا ہوتا ہے۔

- تو گویا 16 برس کی عمر سے 30 برس کی عمر تک تقریباً پندرہ سالوں کی جنسی جذبات سے بھری ہوئی بغیر شادی کی زندگی کا کیا بنا؟
- اِس کنوارگی کے دور میں نوجوانوں سے جو گناہ سرزد ہوئے اُن کا کون ذمہ دار ہوگا؟ یہ کس کی غلطی ہے؟

یہ دراصل والدین کی غلطی ہے۔ یہ درست ہے کہ جب لڑکے لڑکیاں بلوغت کی عمر کو پہنچ جاتے ہیں تو وہ اپنے اعمال کے لیے قیامت کے روز جوابدہ ہوں گے لیکن شادیوں میں تاخیر کرنے اور اُس کے نتیجے میں نوجوانوں سے گناہ سرزد ہونے کا بنیادی گناہ بہرحال والدین کے کاندھوں پر ہوتا ہے کہ آخر انھوں نے اپنے نوجوان بیٹے بیٹی کی اُس مشکل دور میں مدد کیوں نہ کی؟ اُن والدین نے اپنی ذمہ داری کیوں نہ ادا کی؟......اور پھر ہم دیکھتے ہیں کہ شادی نہ ہونے کی صورت میں نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے درمیان معاشقے (Love Affairs) جنم لیتے ہیں [اور آج کل کا میڈیا ایسے حرام کام کرنے میں بھرپور معاونت مہیا کرتا ہے مثلاً سیل فون، ای میل، فیس بک، میسجنگ]۔ یہ ایک بہت بڑا گناہ ہے جس کا ارتکاب مسلمان خاندان کر رہے ہیں اور اگر ہم اللہ کا تقویٰ رکھنے والا اسلامی معاشرہ قائم کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں اِس مسئلے کو حل کرنا ہوگا۔''

''بے اولاد'' دجال کا طرزِ زندگی اور اُس کے نقصانات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ دجال بے اولاد ہوگا (صحیح مسلم) اِس سے پتہ چلتا ہے کہ دجال جس طرزِ زندگی کا علمبردار ہوگا اُس کا نتیجہ خاندانی نظام کی تباہی اور شادی کی

ضرورت کا خاتمہ ہے۔مغربی عمرانی سائنسدان پٹیرم سوروکن (Pitirim Sorokin) نے اپنی کتاب "The Americen Sex Revolution" میں امریکہ میں موجود جنسی بے راہ روی کا معاشرتی زوال سے باہمی تعلق کا مطالعہ کیا۔اِس تحقیق کے بعد پٹیرم سوروکن نے یہ پیشین گوئی کی کہ فحاشی اور عریانی کو فروغ دے کر امریکہ ''انتحار بالرضاء'' یا اپنی مرضی سے خودکشی (Voluntary Suicide) کا ارتکاب کر رہا ہے۔سوروکن کے مطابق جب یہاں شادی کی اہمیت کو کم کیا جائے گا تو ہمارے معاشرے میں شرح پیدائش کم ہوجائے گی اور طلاقوں کی شرح بڑھ جائے گی۔

عیسائی ماہرِعمرانیات کارل ولسن (Carl Wilson) کے مطابق اگر ہم زوال یافتہ تہذیبوں کا مطالعہ کریں تو ہم اُن میں چند مشترک خصوصیات پائیں گے۔ مثال کے طور پر زوال یافتہ معاشروں میں مرد حضرات گھروں کا سربراہ بننا پسند نہیں کرتے، مرد اپنی فیملی کو نظر انداز کر کے مادی وسائل کے حصول کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں، عورتیں اپنے گھر میں 'ماں' کے اہم کردار کو کمتر سمجھنے لگ جاتی ہیں، عورتیں اور مرد، خدا کی ذات پر یقین نہ رکھتے اور اپنی زندگیوں پر ایک اعلیٰ ہستی کی حکمرانی کا انکار کر دیتے ہیں۔جس سوسائٹی کے افراد میں ایسی خصوصیات پیدا ہو جائیں اُس سوسائٹی کا صفحہ ہستی سے مٹ جانا یقینی ہو جاتا ہے۔

شادیوں میں تاخیر کا ایک اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اُن میاں بیوی کے بچے جب پیدا ہوتے ہیں تو میاں بیوی خود بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکے ہوتے ہیں۔اُن دونوں میاں بیوی میں نوجوانوں والی ہمت اور طاقت نہیں رہتی، اِس وجہ سے وہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت اور معاشی کفالت نہیں کرپاتے۔ افسوس کہ پاکستان کے مسلمانوں نے عیسائیوں سے رہبانیت (یعنی شادی نہ کرنا) کی رسم لی اور ہندوؤں سے شادیوں کی بے جا رسومات جن کو نباہنے میں پیسے کا ضیاع ہوتا ہے۔اگر گھر کے حالات اچھے نہ ہوں تو کئی والدین اُن ہندووانہ

رسومات کی ادائیگی کی خاطر کسی معجزے کے انتظار میں بچوں کی شادی میں تاخیر کرتے چلے جاتے ہیں حالانکہ یہ صریح ظلم ہے۔اسی تاخیر کی وجہ سے کئی لڑکے بدکاریوں میں ملوث ہوجاتے ہیں۔لڑکیاں انٹرنیٹ پر نامحرم لڑکوں سے Chatting کاشکار ہوجاتی ہیں اور کبھی کبھی گھر سے بھگ جاتی ہیں۔اپنے اندر کے ہیجان کو ٹھنڈا کرنے کے لیے لڑکے پاپ موسیقی اور گانے (pop music) اور لڑکیاں کلاسیکل موسیقی اور گانے (classical music) سنتی ہیں حالانکہ موسیقی روح کی غذا نہیں بلکہ روح کی سزا ہے۔والدین یہ یاد رکھیں کہ چونکہ اپنے بچوں کی شادی اُن کی ذمہ داری ہے، اس لیے اُن کے بچے اگر گناہ میں ملوث ہوں گے تو اُس کا وبال اُن والدین پر بھی ہوگا اور برابر کا ہوگا۔

ایک دوسری گمراہی جو ہمارے معاشرے میں دیکھنے میں آئی ہے وہ یہ ہے کہ بعض لڑکیوں کے والدین اُنہیں عالمہ بنانے کی غلط فہمی میں اُن کی امیدوں کا خون کرتے ہیں اور انہیں بن بیاہے گھر بٹھائے رکھتے ہیں اور اِس زعم میں مبتلا ہیں کہ وہ نیک کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح پاکستان کے کچھ علاقوں میں لڑکیوں کی قرآن سے شادی کردی جاتی ہے۔یہ سب سراسر ظلم اور زیادتی ہے۔اسی طرح بعض لڑکیوں کے والدین اُنہیں کیریئر کی بھینٹ چڑھا کر اُن کی امیدوں کا خون کرتے ہیں اور اور انہیں بن بیاہے گھر بٹھائے رکھتے ہیں تا کہ اُنھیں پیسے بنانے کی مشین (ATM bank machine) ملی رہے جو نوکری کرکے گھر پیسے لاتی رہے اور کبھی اُن لڑکیوں کے بھائی اور بھابھی کو اپنے بچے سنبھالنے کے لئے ایک بغیر پیسوں کے کام کرنے والی آیا (free-babysitter) ملی ہوئی ہوتی ہے اس لئے اُس کی شادی کروانے کی کیا ضرورت ہے۔

بسا اوقات کچھ والدین کی اپنی شادی اُن کے ماں باپ نے تاخیر سے کی ہوتی ہے تو وہ والدین اِس چیز کو معمول (Normal) سمجھ کر (یا اُس لیٹ شادی کا انتقام اپنے بچوں سے لینے کے لئے) اپنے بچوں کی شادیاں دیر سے کرتے ہیں حالانکہ قرآن ہمیں کئی جگہوں

پر یاددہانی کرواتا ہے:

وَكَذَٰلِكَ مَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ فِي قَرْيَةٍ مِّن نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَا إِنَّا وَجَدْنَا آبَاءَنَا عَلَىٰ أُمَّةٍ وَإِنَّا عَلَىٰ آثَارِهِم مُّقْتَدُونَ ۝ قَالَ أَوَلَوْ جِئْتُكُم بِأَهْدَىٰ مِمَّا وَجَدتُّمْ عَلَيْهِ آبَاءَكُمْ قَالُوا إِنَّا بِمَا أُرْسِلْتُم بِهِ كَافِرُونَ ۝

(**سورہ الزخرف**: آیات 23،24)

''اسی طرح تم سے پہلے جس بستی میں بھی ہم نے کوئی نذیر بھیجا، اُس کے خوشحال لوگوں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقے پر پایا ہے اور ہم اُنہی کے نقشِ قدم کی پیروی کر رہے ہیں۔ ہر نبی نے اُن سے پوچھا، کیا تم اُسی ڈگر پر چلے جاؤ گے خواہ میں اُس راستے سے زیادہ صحیح راستہ تمہیں بتاؤں جس پر تم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے؟''

مسئلے کا حل یہاں ہے

بیسویں صدی کے عظیم مسلمان ماہر نفسیات ڈاکٹر مالک بدری اپنی کتاب "The AIDS Crisis" (مطبوعہ ملائیشیا ۱۹۹۷ء) میں لکھتے ہیں کہ مسلمان ممالک میں شادیوں میں فضول خرچی اور ہندوؤں سے مستعار لی گئی جہیز کی رسم کی وجہ سے شادیوں میں بے انتہاء تاخیر کی جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ نوجوان لڑکے جن کا ایمان کمزور رہوتا ہے وہ غلط کاموں میں پڑ کر ایڈز (Aids) جیسی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ڈاکٹر مالک بدری کے مطابق مسلم حکومتوں کو ایسی اصلاحات نافذ کرنی چاہئیں کہ شادیاں کرنا آسان ہو جائے۔ اِس سلسلے میں اُنہوں نے سوڈان کی اسلامی حکومت کی مثال پیش کی جس نے انیسویں صدی کے

سوڈان کے مجدّد مہدی سوڈانیؒ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے یہ روایت دوبارہ شروع کی کہ ہر سال رجب کی 27 تاریخ کو شام کے وقت اجتماعی شادیاں ہوتی ہیں۔ اِس تقریب میں ہزاروں سوڈانی نوجوان مرد اور عورتیں شادی کے بندھن میں بندھتے ہیں اور اِس تقریب کے اخراجات کا ایک حصہ حکومت ادا کرتی ہے۔ اِس تقریب میں سوڈان کے صدر کے علاوہ حکومت کے دیگر معززین بہ نفسِ نفیس شرکت کرتے ہیں۔ حکومت ہر نوبیاہتا جوڑے کو کچھ پیسے اور کچھ فرنیچر شادی کے سفر کو شروع کرنے کے لیے اپنی طرف سے دیتی ہے۔ پاکستان کی حکومت کو بھی چاہیے کہ شادیاں میں صرف One Dish پر نظر رکھنے کی بجائے ایسی اصلاحات نافذ کرے کہ جن میں سستی، اجتماعی شادیاں (Inexpensive Mass Weddings) اور نوبیاہتے جوڑوں کی مالی مدد سرکاری سطح پر ہو۔ **(1)**

تاہم جب تک حکومت یہ اصلاحات نافذ نہیں کرتی نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کے والدین کو ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھنا نہیں چاہیے۔ سورۂ النور کی آیت 32 کا یہی مدعا ہے کہ لوگ اپنے بچوں کی شادیاں کرنے کے معاملے میں بہت زیادہ حسابی بن کر نہ رہ جائیں:

وَأَنكِحُوا الْأَيَامَى مِنكُمْ وَالصَّالِحِينَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَإِمَائِكُمْ إِن يَكُونُوا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ٥

(سورہ النور: آیت ۳۲)

''تم میں سے جو لوگ مجرد (unmarried bachelors) ہوں اور تمہارے لونڈی غلاموں میں سے جو صالح ہوں، اُن کے نکاح کر دو۔ اگر وہ غریب ہوں تو اللہ اپنے فضل سے اُن کو غنی کر دے گا۔ اللہ بڑی وسعت والا اور علیم ہے۔''

---

1) Badri, Malik (1997). The AIDS Crisis: An Islamic Socio-Culture Perspective. Kaula Lumpur, International Institute of Islamic Thought & Civilization.

اِن آیات میں لڑکی والوں کے لیے بھی ہدایت ہے کہ نیک اور شریف آدمی اگر اُن کے ہاں پیغام دے تو محض اُس کی غربت دیکھ کر انکار نہ کر دیں یا اپنی بیٹی کو ''کیریئر'' کی بھینٹ نہ چڑھا دیں۔ لڑکے والوں کو بھی تلقین ہے کہ کسی نوجوان کو محض اِس لیے نہ بٹھائے رکھیں کہ ابھی وہ بہت نہیں کما رہا ہے۔ والدین کو نصیحت ہے کہ اپنے بیٹے کے لیے زیادہ جہیز والی لڑکی مت تلاش کریں اور اپنے بیٹے کو ''کیش'' مت کروائیں۔ اللہ سے دعا کریں کہ اُن کے بیٹے کے ہاتھ پاؤں سلامت رہیں اور وہ خود کما کر بیوی بچوں کو کھلائے اور نئی آنے والی بیوی کے جہیز یا کمائی پر معذوروں کی طرح انحصار نہ کرے۔ لڑکوں کے والدین یہ بھی یاد رکھیں کہ نئی آنے والی دلہن صرف دو روٹیاں مزید کھائے گی۔ نیا آنے والا بچہ تو مزید دو تین سال تک روٹی بھی نہیں کھائے گا بلکہ صرف اپنی ماں کا دودھ پیئے گا، پھر خوف کس بات کا ہے۔ سورۃ النور میں نوجوانوں کو بھی نصیحت ہے کہ زیادہ بہتر حالات اور بینک میں پیسے (Bank Balance) کے انتظار میں اپنی شادی کے معاملے کو خواہ مخواہ نہ ٹالتے رہیں۔ اِس کتاب میں پیش کی گئی جدید ریسرچ بتاتی ہے کہ شادی کے بعد اللہ تعالیٰ، لوگوں کو اپنے فضل سے غنی کر دیتا ہے اور اللہ کا وعدہ ہمیشہ سچا ہوتا ہے۔

کئی والدین اِس خوش فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ اگر اُن کا بیٹا جوان ہو جانے کے بعد بھی خود اپنے منہ سے اپنی شادی کروانے کا نہیں کہہ رہا تو اِس کا مطلب ہے کہ وہ ابھی شادی کی ضرورت محسوس نہیں کر رہا۔ اِس خیال کی حقیقت شیر کو دیکھ کر شتر مرغ کی طرح ریت میں اپنا سر چھپانے سے زیادہ نہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ انسان اپنی جسمانی ساخت (Human Physiology) سے کبھی مقابلہ نہیں کر سکتا، اپنے جسم کے ہارمونز (hormones) کو آسانی سے شکست نہیں دے سکتا، اپنی انسانی فطرت کو کبھی بدل نہیں سکتا۔ اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بعض نوجوان اپنے والدین پر اپنی شادی کروانے کے لیے دباؤ نہیں ڈال رہے ہوتے کیونکہ اُن نوجوانوں کا کسی لڑکی سے

معاشقہ (Love Affair) چل رہا ہوتا ہے، اِس لیے وہ نوجوان اپنے والدین سے اپنی شادی کروانے کے سلسلے میں دباؤ ڈالنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے۔ ابراہیم بن میسرہ، طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں ایک نوجوان جان بوجھ کر شادی کرنے میں تاخیر (Late) کر رہا تھا تو حضرت عمرؓ بن خطاب نے اُس نوجوان کو تنبیہ کرتے ہوئے کہا:

مَایَمْنَعُکَ مِنَ النِّکَاحِ اِلَّا عَجزٌ اَوْ فُجُوْرٌ

(ازالة الخفاء، کتاب النکاح، جلد3، ص 407)

''تمہیں شادی کرنے سے کوئی چیز نہیں روک رہی سوائے اس کے کہ یا تو تم نامرد (impotent) ہو یا پھر تم (کسی عورت سے) ناجائز تعلقات میں مبتلا ہو۔''

نوجوانوں کو یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ چھوٹے دودھ پیتے بچے کو بھی ماں اُس وقت تک دودھ نہیں دیتی جب تک وہ روتا اور چیختا نہیں ہے۔نوجوانوں کو بھی خود اپنے والدین کو اس بات پر مجبور (Push) کرنا پڑے گا کہ اُن کی شادی میں غیر ضروری تاخیر نہ کریں۔نوجوان یاد رکھیں جیسا کہ قرآن میں حکم ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ ؕ

(سورہ الرعد)

''حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنی حالت کو بدلنے کے لیے کوشش نہیں کرتی۔''

؎ خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

کیا لڑکی کے والدین لڑکے والوں سے رشتہ مانگ سکتے ہیں؟

آج کے مسلم معاشروں میں یہ سوال بڑا عجیب بن گیا ہے۔اِس سوال کا جواب ہے:
جی ہاں، قرآن وحدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ لڑکی والے، اپنی لڑکی کے لئے لڑکے والوں سے رشتہ مانگ سکتے ہیں۔لیکن بد قسمتی سے ہندو تہذیب کے اثر سے لڑکی کے والدین کے لیے یہ بڑی شرمندگی کی بات سمجھی جاتی ہے کہ وہ رشتہ مانگنے میں پہل کریں۔کئی مسلم والدین اپنی بیٹی کی شادی کا اُس وقت فیصلہ کرتے ہیں جب انھیں باقاعدہ کسی لڑکے والوں کی طرف سے رشتہ آئے۔کئی مرتبہ اِس انتظار میں لڑکیاں گھر بیٹھے بوڑھی ہو جاتی ہیں اور اپنی جوانی اسی انتظار میں گُھلا دیتی ہیں۔اِس کے نتیجے میں کچھ لڑکیاں مایوس ہو کر معاملات کو اپنے ہاتھ میں لیتی ہیں اور اپنے لئے اچھے رشتے کی تلاش میں خود معاشرے میں نکل کھڑی ہوتی ہیں۔ لیکن ایسا کرنے سے کئی خواتین، معاشرے میں موجود مرد بھیڑیوں کا شکار ہو جاتی ہیں۔کئی لڑکیاں کمپیوٹر پر آن لائن ڈیٹنگ، فیس بک یا انٹرنیٹ چیٹنگ کے ذریعے خاوند تلاش کرنے کی کوشش کرتی ہیں لیکن اِس کے نتیجے میں انھیں جھوٹے، مکار اور فریبی مردوں کے ہاتھوں کھلونا بننے کے علاوہ کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ بعض اوقات تو اپنی عزت سے بھی اُنھیں ہاتھ دھونا پڑ جاتا ہے۔عجیب بات ہے کہ بعض مسلمان والدین اپنی لڑکی کے لیے آگے بڑھ کر لڑکے والوں سے رشتہ مانگنا تو شرمندگی کی بات سمجھتے ہیں (حالانکہ اِس کے حق میں قرآن وسُنت سے دلائل موجود ہیں) لیکن اگر اُن کی وہی بیٹی، حجاب کو چھوڑ کر اور میک اَپ لگا کر، نامحرم مردوں کے درمیان کیریئر کی تلاش میں نکل جاتی ہے تو اُن والدین کو اپنی بیٹی کے معاملے میں ذرا برابر شرمندگی نہیں ہوتی۔

قرآن سے ثبوت:

آج کے مسلم معاشرے میں یہ بات بڑی عجیب بلکہ معیوب سمجھی جاتی ہے جبکہ لڑکی کے والدین کی طرف سے رشتہ کرنے کی بات کی ابتداء ہو حالانکہ یہ بات قرآن وسنت کے یہ عمل ثابت ہے۔ مسلمان والدین کو اِس بات کی خبر ہی نہیں کہ لڑکے والوں سے جا کر اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کرنا دراصل اللہ کے نبیوں اور صالحین کی سنت ہے۔ قرآن میں سورہ القصص میں بیان ہوا ہے کہ جب مدین کے بزرگ (مفسرین کے مطابق حضرت شعیبؑ) نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے اعلیٰ کیریکٹر اور دیانت داری کو دیکھا تو اُنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی بیٹی سے شادی کرنے کی پیش کش کردی (یعنی اُنھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے اپنی بیٹی کا رشتہ کرنے میں پہل کی) جیسا کہ قرآن ہمیں بتاتا ہے:

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَأَبُونَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ○ فَسَقَى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّيْ لِمَا أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ○ فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِيْ يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِيْنَ ○ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ ○ قَالَ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِيْ ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيْدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ

سَتَجِدُنِيۤ إِن شَآءَ ٱللَّهُ مِنَ ٱلصَّٰلِحِينَ ٥ (سورہ القصص:27-23)

''اور جب (موسیٰ علیہ السلام) مدین کے پانی کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں لوگ جمع ہو رہے (اور اپنے چارپایوں کو) پانی پلا رہے ہیں اور اُن کے ایک طرف دو عورتیں (اپنی بکریوں کو) روکے کھڑی ہیں۔ موسیٰ نے (اُن سے) کہا تمہارا کیا کام ہے۔ وہ بولیں کہ جب تک چرواہے (اپنے چارپایوں کو) لے نہ جائیں ہم پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد بڑی عمر کے بوڑھے ہیں۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے اُن کے لیے (بکریوں کو) پانی پلا دیا پھر سائے کی طرف چلے گئے۔ اور کہنے لگے کہ پروردگار میں اِس کا محتاج ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نعمت نازل فرمائے۔

(تھوڑی دیر کے بعد) اُن میں سے ایک عورت جو شرماتی اور لجاتی چلی آتی تھی، موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ تم کو میرے والد بلاتے ہیں کہ تم نے جو ہمارے لیے پانی پلایا تھا اُس کی تم کو اُجرت دیں۔ جب وہ اُن کے پاس آئے اور اُن سے اپنا ماجرا بیان کیا تو اُنہوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کرو۔ تم ظالم لوگوں سے بچ آئے ہو۔

ایک لڑکی بولی کہ ابا جان آپ اِن کو نوکر رکھ لیجیے کیونکہ بہترین نوکر جو آپ رکھیں وہ ہے (جو) توانا اور امانت دار (ہو)۔

اُنہوں نے (موسیٰ سے) کہا کہ میں چاہتا ہوں اپنی دو بیٹیوں میں سے ایک کو تم سے بیاہ دوں، اِس عہد پر کہ تم آٹھ برس میری خدمت کرو اور اگر دس سال پورے کر دو تو تمہاری طرف سے (احسان) ہے اور میں تم پر تکلیف ڈالنا نہیں چاہتا۔ انشاءاللہ، تم مجھے نیک لوگوں میں پاؤ گے۔''

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثالیں:

ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مطالعے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹیوں کی شادی کے پیغام (Marriage proposal) میں پہل فرمائی اور قرآن ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا اتباع کرنا چاہیے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ o (سورہ ال عمران:31)

''(اے پیغمبر لوگوں سے) کہہ دو کہ اگر تم خدا کو دوست رکھتے ہوتو میری پیروی کرو خدا بھی تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور خدا بخشنے والا مہربان ہے۔''

اپنی بیٹی رقیہ ؓ کی حضرت عثمان بن عفان ؓ سے شادی کرنے کی پیش کش حضرت عثمان ؓ کو خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کی جسے حضرت عثمان ؓ نے بخوشی قبول کرلیا۔ جب حضرت رقیہ ؓ کا انتقال ہوگیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی ام کلثوم ؓ کے رشتے کی بات حضرت عثمان ؓ سے کی اور یوں اُم کلثوم ؓ کی شادی حضرت عثمان ذوالنورین ؓ سے ہوگئی۔ شادی کے چھ برس کے بعد جب اُم کلثوم ؓ کا بھی انتقال ہو گیا تو حضرت عثمان ؓ بہت غمگین ہوئے۔رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا:

''اے عثمان !اگر میری ایک اور بیٹی ہوتی تو میں اُس کی شادی تمھارے سے کروادیتا۔''
(سیرت ابن ہشام)

یہی نہیں بلکہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی عمر مبارک 25 برس ہوئی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے لڑکی والوں نے آکر (یعنی حضرت خدیجہ ؓ کی طرف سے اُن کی سہیلی نفیسہ نے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہؓ سے شادی کرنے سے بات شروع کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمالیا اور حضرت خدیجہ ؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چہیتی بیوی ثابت ہوئیں۔

اسی طرح حضرت عمرؓ بن خطاب اپنی بیٹی حضرت حفصہؓ کے رشتے کی بات کرنے کے لیے حضرت عثمانؓ بن عفان اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس گئے جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اگر لڑکی والے جا کر کسی نیک شخص کو اپنی بیٹی کا رشتہ پیش کریں تو اِس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری نے اپنی صحیح بخاری کے ایک باب کا عنوان ہی یہ رکھا ہے:

"باب عرض الانسان ابنته او اخته علی اهل الخیر"

(آدمی کا اپنی بیٹی یا بہن کا نیک لوگوں (لڑکے والوں) کے سامنے رشتہ پیش کرنے سے متعلق باب)

اِس باب میں امام بخاری حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں:
حضرت عمر بن خطاب کی بیٹی حضرت حفصہؓ کا پہلا نکاح خنیس سے ہوا تھا۔ حضرت خنیسؓ نے اسلام قبول کرلیا تھا اور حضرت حفصہؓ کے ساتھ مدینہ کی طرف ہجرت بھی کی تھی۔ اسکے بعد وہ جنگ بدر میں شریک ہوئے۔ اسی جنگ میں وہ زخمی ہوگئے تھے۔ مدینہ واپس آکر دوبارہ صحت یاب نہ ہوسکے اور اِن زخموں ہی کی وجہ سے شہادت پائی۔
عدت کے بعد حضرت عمر کو اپنی صاحبزادی کے نکاح کی فکر ہوئی۔ اسی زمانہ میں حضرت عثمان کی اہلیہ حضرت رقیہ ؓ کا انتقال ہوا تھا چنانچہ حضرت عمرؓ سب سے

پہلے حضرت عثمانؓ سے ملے اور اُن سے درخواست کی کہ وہ حضرت حفصہؓ کو اپنے نکاح میں لے لیں۔ حضرت عثمان نے کہا کہ میں اِس پر غور کروں گا۔ چند دنوں کے بعد دوبارہ ملاقات ہوئی تو حضرت عثمان نے انکار کر دیا۔ اب حضرت عمرؓ نے یہی پیغام حضرت ابوبکرؓ کو دیا۔ حضرت ابوبکر خاموش رہے اور کچھ جواب نہ دیا۔ یہ بات حضرت عمرؓ کو ناگوار ہوئی۔ کچھ دنوں کے بعد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کی خواہش ظاہر کی۔ نکاح ہونے کے بعد حضرت ابوبکر، حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی اور میں خاموش رہا تو تم کو ناگوار گزرا لیکن میں نے اِس بنا پر کچھ جواب نہیں دیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ذکر کیا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہؓ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور میں اُن کا راز فاش کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کی بیٹی سے نکاح کا قصد نہ ہوتا تو میں اِس کیلئے آمادہ تھا۔ (صحیح بخاری کتاب النکاح)

خلاصہ کلام یہ کہ اگر لڑکی والے اپنی لڑکی کا رشتہ کرنے کی بات کی ابتداء کریں یا اپنی لڑکی کا رشتہ لیکر لڑکے والوں کے گھر جائیں تو اِس میں کوئی برائی نہیں بلکہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان لڑکی اپنے والدین یا اپنے ولی کے سامنے کسی لڑکے کے تقویٰ اور نیکی کی وجہ سے شادی کرنے کی خواہش کا اظہار کرتی ہے تو والدین کو خودبخود (automatically) یہ بات فرض نہیں کرنی چاہیے کہ ضرور اُن کی لڑکی کے اُس لڑکے کے ساتھ ناجائز تعلقات ہیں یا یہ بڑی ہی بے شرم لڑکی ہے، تب ہی تو یہ لڑکی، فلاں لڑکے سے شادی کرنے کے لیے اپنے والدین کو کہہ رہی ہے۔ الغرض کہ مسلمان والدین کو اپنے لڑکے لڑکیوں کی شادیوں کو اپنی ترجیح اول

(Top most priority) رکھنا چاہیے۔ بروقت شادیاں بہت سی معاشرتی بیماریوں کو جنم دینے سے روک دیتی ہیں جبکہ شادیوں میں تاخیر کے نتیجے میں فحاشی کی فضا عام ہوتی ہے، ویلینٹائن ڈے جیسے تہوار جنم لیتے ہیں اور انٹرنیٹ پر لڑکے لڑکیاں آن لائن چیٹنگ اور آن لائن ڈیٹنگ جیسے حرام کام شروع کر دیتے ہیں۔

باب نمبر 3

شادیوں میں تاخیر سے پیدا ہونے والے مسائل

بعض مسلم معاشروں میں اور بالخصوص پاکستان کے ''انڈین فلموں اور ہندو کلچر سے متاثر'' اسلامی معاشرے میں شادیوں پر بے جا اخراجات اور بے تحاشہ رسومات کی وجہ سے شادیوں میں تاخیر کی جاتی ہے۔ شادی سے پہلے لڑکے والوں اور لڑکی والوں کی طرف سے طویل مذاکرات (Dialogues) ہوتے ہیں جن میں ہر کسی کو رائے دینے کے لئے شامل کیا جاتا ہے، اگر کوئی نہیں شامل ہوتا تو وہ لڑکا اور لڑکی ہوتے ہیں جن کی اصل میں شادی ہو رہی ہوتی ہے اور عجیب بات ہے کہ اُن لڑکی اور لڑکے نے ہی درحقیقت شادی کے بعد زندگی ساتھ گزارنی ہوتی ہے۔

بالکل ہندوؤں کی طرح مسلمان خاندانوں میں بھی جہیز اور دوری کی مقدار پر آپس میں کاروباری انداز میں بیوپار (Bussiness deals) ہوتی ہیں اور لڑکے والوں کی نگاہ میں ''لڑکی کی قیمت'' کا انحصار اُس جہیز پر ہوتا ہے جو وہ لڑکی اپنے بوڑھے

باپ کے خون پسینے کی کمائی سے بنوا کر اپنے بیٹے کے خاوند بلکہ اُس کی ماں کے قدموں میں ڈھیر کرنے کے لئے لاتی ہے۔ حالانکہ وہ ساس صاحبہ یہ بات بھول جاتی ہیں کہ اپنی بہو کی اتنی دولت اپنے پاس سمیٹنے کے باوجود جب وہ مریں گی تو اسکندرِ اعظم کی طرح اُن ساس صاحبہ کے دونوں ہاتھ بھی جنازے کی چارپائی سے خالی دکھائی دے رہے ہوں گے کیونکہ موت آنے پر کوئی شخص اپنی قبر میں ایک پیسہ بھی اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتا۔

افسوس تو اِس بات پر ہے کہ اکثر لوگ ''جہیز کی لعنت'' کو بظاہر لاکھ ملامت کرتے رہتے ہیں لیکن جب اپنے بیٹے کی شادی کا موقع ہوتا ہے تو زمانے کا رونا رونے لگ جاتے ہیں کہ ''ہم کیا کریں، آخر ہم نے زمانے کا ساتھ تو دینا ہے نا، زمانے سے کون ٹکر لے سکتا ہے؟'' یہ کہہ کر وہی جہیز کو بُرا بھلا کہنے والے لوگ اپنی آنے والی بہو سے محصول چنگی والوں کی طرح جہیز وصول کر لیتے ہیں۔

پھر شادی کے موقع پر مردوں عورتوں کے مخلوط اجتماعات (mixed-gatherings)، عورتوں کا مردوں کے سامنے ناچنا، مہندی، دُلہا دُلہن کے لیے خریدے ہوئے کپڑوں کی نمائش کرنا، ہندوؤں کی طرح مسلمان لڑکوں کو زرد رنگ کی پگڑیاں پہنانا (انڈین فلموں کی مہربانی سے)، تیل کی رسم، موم بتیاں جلانا، مردوں کو سونے کی انگوٹھی دینا (حالانکہ مردوں کے لیے سونا پہننا اُسی طرح حرام ہے جس طرح سُور کا گوشت کھانا)۔ ایسے حالات میں اور ایسی بے جا رسومات اور لوازمات کی تیاری میں نہ معلوم کتنے نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادیوں میں تاخیر کی جاتی ہے۔ افسوس کہ ہم اُس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں کہ جنھوں نے حدیث میں فرمایا تھا کہ سب سے مبارک شادی وہ ہے جس میں پیسہ سب سے کم خرچ کیا گیا ہو:

اَعْظَمُ النِّکَاحِ بَرَکَۃً اَیْسَرُہٗ مَؤْنَۃً

(حاکم، بیہقی فی شعب الایمان) **(1)**

''سب سے بابرکت شادی وہ ہے جس میں سب سے کم اخراجات ہوئے ہوں۔''

علاوہ بریں بعض اسلامی ممالک میں پیسے کی دوڑ اور جدید مادیت پرستی کی وجہ سے یہ مسئلہ بھی پایا جاتا ہے کہ لڑکیوں کے والدین اُن کو اعلیٰ ترین تعلیم دلوانے اور اونچے سے اونچا کیریئر دلوانے کے لیے اُن کی شادی میں خوب تاخیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ شیطان نے اقبال کی نظم ''ابلیس کی مجلسِ شوریٰ'' میں موجودہ دور کے ''سٹیٹس پسند مسلمانوں'' (status-conscious Muslims) کے بارے میں کہا تھا:

جانتا ہوں یہ اُمت حاملِ قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مؤمن کا دِین

والدین کا اپنی بچیوں کو اونچے سے اونچا کیریئر دلوانے کی خواہش میں اپنی لڑکیوں کی شادیوں میں تاخیر کرنے کے سلسلے میں امریکی مفکر جارج گلڈر (George Gilder) کی نصیحت بڑی عبرت آموز ہے:

"If she decides to sacrifice her twenties on the altar of career, she could easily find herself a celibate priest serving that altar for the rest of her life." **(2)**

1) اِس حدیث کو امام حاکم نے امام مسلم کی شرائط پر صحیح کا درجہ دیا ہے اور امام ذہبی نے اِس سے اتفاق کیا ہے۔

2) Gilder, George (2001). Men and Marriage. Louisiana, Pelican Publishing Company.

’’اگر ایک عورت اپنی 20 سے 30 سال تک کی عمر کا حصہ کیریئر کی قربان گاہ پر قربان کر دیتی ہے (یعنی کیریئر کی خاطر عمر کے اِس حصے میں شادی نہیں کرتی) تو پھر وہ اپنی بقیہ زندگی اُس قربان گاہ پر کنواری پجارن کے طور پر گزارنے کے لیے تیار ہو جائے۔‘‘

اپنے اِس دعوے کے تائید میں جارج گلڈر نے امریکہ کی یَیل یونیورسٹی (Yale University) اور ہارورڈ یونیورسٹی (Harvard University) کے ماہرین عمرانیات کی تحقیقات پیش کی ہیں جنھوں نے اعداد وشمار کا تجزیہ کر کے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ جو خواتین کیریئر کی دوڑ میں 35 سال کی عمر تک شادیاں نہیں کرتیں، تو اُس کے بعد اُن خواتین کی شادی ہونے کے امکانات صرف 5 فیصد رہ جاتے ہیں، یعنی کیریئر کی دوڑ میں 35 سال کی عمر تک شادیاں لیٹ کرنے والی خواتین کی بڑی اکثریت (95 فیصد) کو پھر کبھی مناسب رشتہ نہیں مل سکتا اور اپنی بقیہ زندگی اُنھیں کیریئر کی خدمت کرتے کرتے بغیر شادی کے گزارنی پڑتی ہے۔

پہلی نظر میں محبت نہیں بلکہ پہلی نظر میں شہوت

انسان کا اپنی جنسِ مخالف کی محبت میں گرفتار رہونے کا تصور یقیناً انسانی فطرت کے لیے بڑی کشش رکھتا ہے۔ چاہے پرانے زمانے کی شاعری ہو یا جدید دور کے گانے، عورت مرد کی آپس کی محبت ہی اُن کا بنیادی موضوع ہوتا ہے بلکہ اگر ہم گانوں کے نفس مضمون (Subject Matter) پر غور کریں تو ہم دیکھیں گے کہ چاہے وہ مغربی غیر مسلم ممالک کے گیت ہوں یا مسلمان ممالک کے گانے، اُن سب کا موضوع ایک ہی ہوتا ہے یعنی شادی سے پہلے محبت یا آزادانہ محبت کا درس۔ اِس کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ 1985ء میں "Journal of Broadcasting &

"Electronic Media" میں ایک تحقیق چھپی جس میں ڈاکٹر بیکسٹر (R.L. Baxter) اور معاون سائنسدانوں نے میوزک ویڈیوز میں پائے جانے والے مواد (Content) کا تجزیہ کیا اور یہ نتیجہ نکالا کہ ان میں سے تقریباً 60 فیصد میوزک ویڈیوز میں جنسی جذبات واحساسات کا اظہار دکھایا جاتا ہے اور کچھ میوزک ویڈیوز میں تو جذبات کو بھڑکانے والے نیم عریاں کپڑے اور فحش حرکات بھی دکھائی جاتی ہیں۔ (1)

امریکی مفکر اور یونیورسٹی آف شکاگو کے پروفیسر ایلن بلوم (Allan Bloom) نے اپنی کتاب "The Closing of the American Mind" میں بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے کہ ''آجکل کی موسیقی کا روئے سخن صرف اور صرف انسان کے جنسی جذبات ہیں، جائز محبت نہیں بلکہ صرف غیر تربیت یافتہ جنسی خواہش......'' (2)

آج دجالی میڈیا کی آمد کے بعد انسانوں پر ہر طرف سے اسی تصور کی بمباری کی جاتی ہے اور محبت کو بکاؤ مال کی طرح ہر مارکیٹ اور اشتہار میں پیش کیا جاتا ہے۔ محبت کی شادی (Love-Marriage) اور پہلی نظر میں محبت (Love at First Sight) کے تصور کو ٹی وی ڈراموں، فلموں، گانوں اور میوزیکل ویڈیوز (MTV) میں بار بار پیش کیا جاتا ہے لیکن سچی بات یہ ہے کہ حقیقی محبت عام طور پر ''پہلی نظر'' میں نہیں ہوا کرتی۔ شروع شروع میں جو چیز انسان کی دلچسپی کو فوراً اپنی طرف مبذول کرواتی ہے وہ جنسِ مخالف (Opposite sex) کی ظاہری کشش (Physical Attraction) ہوتی ہے، محبت نہیں۔ چنانچہ اصل میں یہ چیز پہلی نظر میں محبت (Love at First Sight) نہیں

---

1) Baxter R.L. et al (1985) "A Content Analysis of Music Videos." Journal of Broadcasting and Electronic Meida Vol 29, pp 333-340

2) Bloom, Allan (1987). The Closing of the American Mind. New York, Simon & Schuster Inc.

ہوتی بلکہ پہلی نظر میں شہوت (Lust at First Sight) ہوتی ہے۔ دراصل اگر ہم انسانوں کی نفسیات (Psychology) اور حیاتیات (Biology) کا گہرا مطالعہ کریں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مرد اور عورت کے آپس کے تعلق کو مرد حضرات اور خواتین بالکل مختلف انداز سے دیکھتے ہیں۔ عورتوں کے جسم میں محبت کے لئے جو ہارمون (کیمیاوی مادہ) پیدا ہوتا ہے وہ آکسی ٹوسین (Oxytocin) ہوتا ہے جیسا کہ نیورو سائیکالوجسٹ ڈاکٹر لیزا ڈائمنڈ (D. Lisa Diamond) بیان کرتی ہیں:

"Oxytocin's effects on both attachment and sexual behavior are estrogen dependent and gender specific" and we find "more extensive circuits in female than male brains."

''زنانہ ہارمون "Oxytocin" کے جنسی رویے اور انسانی تعلق (Attachment) پر اثرات بڑی حد تک ایک دوسرے زنانہ ہارمون ایسٹروجن (Estrogen) پر مرتب ہوتے ہیں۔ اور عورتوں کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اور اِس ہارمون کے لیے مردوں کے دماغ کے مقابلے میں عورتوں کے دماغوں میں زیادہ سرکٹ پائے جاتے ہیں۔''

اِس کے برعکس مردوں کے جسم میں جنسِ مخالف کے لیے کشش کی خواہش پیدا کرنے والا ہارمون (کیمیاوی مادہ) ٹیسٹوسٹیرون (Testosterone) ہوتا ہے اور یہ ہارمون دوسری طرف مردوں میں جارحیت والا رویہ (Aggressive behaviour) بھی پیدا کرتا ہے۔ اِس بات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ جب بھی مرد حضرات کسی عورت کو پہلی نظر میں دیکھ کر اُس سے محبت کا دم بھرنا شروع کر دیتے ہیں تو اُس دعوے میں ذرا برابر بھی سچائی نہیں ہوتی۔ حقیقت میں پہلی نظر پڑنے پر مردوں کے اندر عورت کے لیے محبت نہیں بلکہ جارحیت والی خواہشِ نفس (aggressive desire to capture) پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے الفاظ میں مردوں کا عورتوں سے پہلی نظر میں محبت ہو جانے کا اصل محرک

''پابند تعلق'' "Committed Relationship" نہیں ہوتا۔ امریکہ کی لوس اینجلس کی یونیورسٹی آف کیلیفورنیا (UCLA) کی خاتون ماہر نفسیات این پپلو (Anne Paplu) بھی اپنی ایک تحقیق میں اسی نتیجہ پر پہنچی تھی کہ عورتوں کے لیے تو جنسِ مخالف سے گہری دوستی (intimacy) کا قریبی اور پابند تعلق سے گہرا ربط ہوتا ہے لیکن یہ بات مردوں کے بارے میں صادق نہیں آتی۔

بے شک مرد کا بھی عورت سے بالآخر گہرا اور پابند تعلق (Committed Relationship) قائم ہو جاتا ہے لیکن یہ چیز پہلی نظر میں نہیں بلکہ شادی کے کچھ عرصہ کے بعد مرد کے دل میں اُس عورت کے لیے پیدا ہوتی ہے جس سے اُس کی شادی ہوئی ہوتی ہے۔ دونوں کے درمیان موازنہ درج ذیل ہیں:

- ..... محبت چند ملاقاتوں میں نہیں پیدا ہوا کرتی ہے، وہ تو شہوت (Lust) ہوتی ہے جو تیزی سے پیدا ہوتی ہے اور تیزی سے جنسی جذبات کی تسکین کے بعد ختم ہو جاتی ہے۔
- ..... محبت طویل المدت ہوتی ہے جبکہ شہوت عارضی ہوتی ہے۔
- ..... محبت، صبر کرنے والی ہوتی ہے جبکہ شہوت، بڑی بے صبری اور جلد باز ہوتی ہے۔
- ..... محبت لمبے عرصے میں پیدا ہوا کرتی ہے جبکہ شہوت، جنسِ مخالف پر ایک ہی نگاہ پڑنے سے پیدا ہو جاتی ہے

یہی وہ چیز ہے جس کو اکثر نوجوان غلطی سے پہلی نظر میں محبت ہو جانا سمجھ بیٹھتے ہیں۔ یہاں ہمیں اسلام کے پردے کے احکامات کی حکمت بھی آسانی سے سمجھ آ سکتی ہے

کو آخر کیوں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں ایک طرف عورتوں کو نقاب کر کے نامحرم مردوں سے اپنے چہرے کو چھپانے کا حکم دیا ہے اور تو دوسری طرف مردوں کو اپنی نگاہوں کی حفاظت اور نگاہیں نیچی رکھنے کا حکم دیا ہے (یعنی نامحرم عورتوں کو گھورنے سے منع فرمایا) تاکہ ''پہلی نظر میں محبت'' کے سراب سے اسلامی سوسائٹی کے مردوں اور عورتوں دونوں کو بچایا جا سکے۔

اگر ہم اپنی نگاہوں کی حفاظت کریں گے اور حرام چیزوں سے مثلاً ٹی وی، انٹرنیٹ، اشتہارات، بل بورڈز پر طوائف خواتین ماڈلز کی نیم عریاں تصاویر وغیرہ سے اپنی نگاہوں کو ممکن حد تک بچائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اِس کے بدلے میں ایمان کی حلاوت عطا فرمائے گا۔ طبرانی کی ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ النَّظْرَ سَهْم مِنْ سِهَامِ اِبْلِيْسِ مَسْمُوْمٌ مَنْ تَرَكَهَامَخَافَتِيْ اَبْدَلْتُهُ اِيْمَانًا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِيْ قَلْبِهِ (طبرانی) (1)

''نگاہ ابلیس کے زہریلے تیروں میں سے ایک تیر ہے۔ جو شخص مجھ سے ڈر کر اُس کو چھوڑ دے گا (یعنی اپنی نگاہوں کی حفاظت کرے گا) میں اُس کے بدلے اُسے ایسا ایمان دوں گا جس کی حلات وہ اپنے دل میں پائے گا۔''

---

1) امام الهيثمي نے مجمع الزوائد(66/8) میں۔ امام الذهبي نے ميزان الاعتدال (196/1) میں اور شیخ ناصرالدین البانی نے سلسلة الضعيفة(نمبر ۱۰۶۵) میں طبرانی نے اس حدیث کی صحت پر کلام کیا ہے۔ لیکن اس ضعیف حدیث کے مضمون کو آگے بیان کی گئی صحیح حدیث سے تقویت ملتی ہے جو مسند احمد میں قتادہؓ نے روایت کی ہے۔

اسی طرح ایک صحیح حدیث میں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّکَ لَنْ تَدَعَ شَیْئًا لِلّٰہِ عَزَّوَجَل اِلَّا بَدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَاھُوَ خَیْرٌ لَکَ مِنْہُ (مسند احمد عن قتادہؓ)

''جس نے اللہ کی خاطر کسی چیز (یا کسی حرام کام) کو چھوڑا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اُس سے بہتر چیز عطا فرماتا ہے۔''

[اس حدیث کے تمام راوی شیخ البانی کے مطابق ثقہ ہیں اور یہ حدیث صحیح ہے۔]

اِس حدیث کی روشنی میں ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جو شخص اللہ کی رضا کی خاطر اپنی نگاہوں کو اللہ کی نافرمانی سے بچاتا ہے اور نگاہوں کی وقتی لذت کو قربان کرتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو ایمان کی حلاوت اور مٹھاس عطا فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی عبادت میں لطف اور لذت پیدا کر دیتا ہے۔ پھر نماز ایسے شخص کی آنکھوں کی ٹھنڈک بن جاتی ہے۔ جو شخص نگاہوں کی وقتی لذت کو قربان کرنے کی مشقت اٹھاتا ہے تو مشقت تو کچھ دیر کے بعد ختم ہو جاتی ہے لیکن اُس کا اجر اُس کے نامۂ اعمال میں باقی رہ جاتا ہے۔ پھر ایسے شخص کو عبادت میں بے پناہ سرور ملتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ تو انسان کے نیک اعمال کا اتنا بڑا قدردان ہے کہ اپنے رب کی رضا کی خاطر گناہ سے بچنے والی ہر آنکھ پر جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے۔ ابو ریحانہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَیْنٍ دَمَعَتْ مِنْ خَشْیَۃِ اللّٰہِ حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَیْنٍ سَھِرَتْ فِی سَبِیْلِ اللّٰہ ،حُرِّمَتِ النَّارُ عَلٰی عَیْنٍ غَضَّتْ عَنْ مَحَارِمِ اللّٰہ

(حاکم، مسند احمد ،طبرانی فی الاوسط)

"اُس آنکھ پر جہنم کی آگ حرام کی گئی ہے جو اللہ کے خوف میں آنسو بہائے۔ اُس آنکھ پر دوزخ کی آگ حرام کی گئی ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد میں رات کو جاگی۔ اُس آنکھ پر جہنم کی آگ حرام کی گئی جس نے اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی طرف دیکھنے سے پرہیز کیا یا اپنی نگاہ کو دوسری طرف پھیر لیا۔" **(1)**

(1) [امام حاکم نے اِس حدیث کو صحیح الاسناد (92/2 نمبر 2432) قرار دیا ہے۔ شیخ ناصر البانی نے اِس حدیث کو اپنی کتاب السلسلة الصحيحة (نمبر 2232) میں صحیح کا درجہ دیا ہے۔]

آن لائن ڈیٹنگ اور مکڑے اور مکھی کی کہانی

آج انٹرنیٹ استعمال کرنے والے لڑکوں لڑکیوں میں (Online Dating) آن لائن ڈیٹنگ بہت مشہور ہو چکی ہے۔ دنیا میں بڑی تعداد میں لوگ اپنے مستقبل کی بیوی یا خاوند کا انتخاب کرنے کے لیے آن لائن ڈیٹنگ سائٹس استعمال کر رہے ہیں۔ 2009ء کے اعداد و شمار کے مطابق، امریکہ میں اب تک 40 ملین لوگ آن لائن ڈیٹنگ کا استعمال کر چکے ہیں جبکہ چین میں 140 ملین لوگ اور انڈیا میں 15 ملین لوگ آن لائن ڈیٹنگ کو اپنے استعمال میں لا چکے ہیں۔ آن لائن ڈیٹنگ کی مشہور ترین ویب سائٹس میں سے ایک "eHarmony.com" ہے جس کے 20 ملین لوگ ممبر ہیں جبکہ "Match.com" کے استعمال کرنے والے ممبران کی تعداد 15 ملین ہے۔ آن لائن ڈیٹنگ کے اعداد و شمار (Online Dating statistics) یہ بتاتے ہیں کہ اِن سائٹس پر مرد حضرات اور خواتین کن کن باتوں کے معاملے میں سب سے زیادہ جھوٹ بولتے ہیں۔ عموماً مرد حضرات اپنی عمر، اپنے قد اور اپنے پیشے کے متعلق جھوٹ بولتے ہیں جبکہ

خواتین سب سے زیادہ جھوٹ اپنی عمر، اپنے جسمانی وزن اور اپنی جسمانی ساخت کے متعلق بولتی ہیں۔ (1)

2009ء کے اعداد و شمار کے مطابق آن لائن ڈیٹنگ صنعت (online dating industry) کی مجموعی آمدن 1.05 بلین ڈالر سالانہ ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ صنعت، فحش نگاری کی صنعت سے بھی زیادہ بڑی صنعت ہے۔ (2)

چنانچہ یہ حیرانگی کی بات نہیں جیسا کہ سب سے بڑی آن لائن ڈیٹنگ سائٹ "eHarmony.com" کے ٹیکنا لوجی کے نائب صدر مسٹر جوزف ایسا س (Joseph Essas) نے اِس بات کا برملا اعتراف کیا ہے کہ پوری دنیا میں اُن کی آن لائن ڈیٹنگ ویب سائٹس کا مصروف ترین دور ویلنٹائن ڈے (Valentine's Day) سے ذرا پہلے آتا ہے جب لڑکوں لڑکیوں کی اکثریت اپنے کے لیے رفیق سفر کی تلاش کے لیے اس عالمی آن لائن ڈیٹنگ ویب سائٹ کا رُخ کرتے ہیں۔ جوزف ایسا س نے یہ انکشاف بھی کیا کہ

> ”ویلنٹائن ڈے کے موقع پر ہماری کمپنی کی آن لائن ڈیٹنگ سائٹ پر گاہکوں کے مطالبات (Demands) اگر چار گنا نہیں تو دوگنا (Double) ضرور ہو جاتے ہیں۔“ (3)

---

1) McCarthy, Ellen (April 10, 2009) "On Dating: Online Dating and Deception". The Washington Post http://www.washingtonpost.com/wp-dyn/content/ article/2009/04/09/

2) US B2C Online Paid Content: Five-Year Forecast (2008) Forrester Research Inc. survey of online adults. Quoted in: Mitchell, Robert L. (Feb. 13, 2009) "Online Dating: It's bigger than porn". http://blogs.computerworld.com/online_dating_its_bigger_than_porn

3) Mitchell, Robert L. (Feb. 19, 2009) "Online Dating: Analyzing the Algorithms of Attraction". PC World - Web & Communication Software http://www.pcworld.com/article/159884/

آن لائن ڈیٹنگ، لوگوں میں اپنی مقبولیت کے ساتھ ساتھ بہت سے مسائل اور چیلنج بھی لے کر آئی ہے۔ انٹرنیٹ کی ''گمنام فطرت'' (anonymous nature) کی وجہ سے لوگوں کے لیے یہ بات بڑی آسان ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی اصلی شناخت اور شخصیت کو کمپیوٹر کی سکرین کے پیچھے چھپا کر لوگوں کو دھوکہ دے سکیں۔ یہ چیز آن لائن'' شکاری مردوں'' (online predator men) اور ''جنسی بھیڑیے مردوں'' کو اِس بات کا بہترین موقع فراہم کرتی ہے کہ وہ جوان، معصوم لڑکیوں کو آن لائن جا کر اپنے جال میں پھنسا لیں۔

ایسے آن لائن مکڑے مرد "Online Spider Men" شریف عورتوں کو اپنے مکڑی کے جال (world wide web / Spider's Web) میں پھانسنے کے بہت سے طریقے جانتے ہیں۔ عورتوں سے کچھ دیر آن لائن چیٹنگ کر کے ایسے مرد اُن عورتوں ہی کی زبانی یہ معلوم کر لیتے ہیں کہ اُن عورتوں کی ضروریات کیا ہے۔ ایسے مکڑے مرد (Spider men) اندازہ لگا لیتے ہیں کہ آن لائن رابطہ کرنے والی لڑکی کو جذباتی سہارے کی ضرورت ہے یا معاشی وعدوں کی یا دونوں کی۔ اکثر اوقات انٹرنیٹ پر موجود ''شکاری مرد'' ایسی عورتوں کو نشانہ بناتے ہیں جو جذباتی طور پر دُکھی ہوتی ہیں یا معاشی حالت سے پریشان ہوتی ہیں۔ جب یہ مرد اُن لڑکیوں سے یا عورتوں سے آن لائن چیٹنگ یا ڈیٹنگ کرتے ہیں یا texting یا private messaging (PM) کرتے ہیں تو خوشامد کا ناقابلِ تسخیر ہتھیار استعمال کرتے ہیں جس سے عورتوں کا دل موم ہو جاتا ہے اور وہ اُن مردوں کے دھوکے میں فوراً آ جاتی ہیں۔ ایسے مرد، اُن عورتوں کو یہ جھانسا دیتے ہیں کہ وہ اُن سے طویل تعلق (longlasting relationship) چاہتے ہیں، مثلاً اپنی آن لائن پروفائل میں وہ مرد حضرات اپنی پسندیدہ مشغلوں میں ایسی باتیں لکھتے ہیں کہ ''وہ سمندر کے ساحل پر دیر تک چہل قدمی کرنا پسند کرتے ہیں''

(I enjoy taking long walks on the beach.)

یا اچھے اچھے ریسٹورانٹوں میں کھانا وہ پسند کرتے ہیں (I enjoy fine dining) مردوں کی طرف سے ایسے دلکش دعوے پڑھ کر اکثر خواتین یہ سمجھ بیٹھتی ہیں کہ وہ مرد سچ مچ ایک محبت بھرے تعلق کے خواہشمند ہیں لیکن حقیقت میں وہ مرد اُن خواتین سے شادی کا مقدس اور طویل تعلق قائم کرنے کے خواہشمند نہیں ہوتے بلکہ وہ صرف اُن خواتین کو اپنے جھانسے میں پھنسا کر اُن سے اپنی جنسی بھوک مٹانا چاہتے ہوتے ہیں۔

انٹرنیٹ پر آن لائن چیٹنگ رومز، آن لائن ڈیٹنگ سائٹس، فیس بک اور فوری میسجنگ (instant messaging) میں موجود مردوں کی حیثیت علامہ اقبال کی نظم ''ایک مکڑا اور مکھی'' میں مکڑے جیسی ہوتی ہے۔مزید برآں، انٹرنیٹ ڈیٹنگ اور چیٹنگ رومز، سکائپ، فیس بک وغیرہ کو استعمال کرنے والی لڑکیوں کی حیثیت اُس نظم میں بیان کی گئی مکھی جیسی ہوتی ہے کہ جو پہلے پہل تو مکڑے جال میں نہ پھنسی لیکن بعد میں اُس مکڑے کی چال (جسے انٹرنیٹ کی زبان میں cybercrime کہا جاتا ہے) کا شکار ہو گئی جیسا کہ نظم میں بیان ہوا ہے:

''اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اِس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا
لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا
غیروں سے نہ ملے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا

آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا
مکھی نے سُنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دیجیے گا یہ دھوکا
اِس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا، پھر نہیں اُترا۔"

جب مکڑے نے دیکھا کہ مکھی اُس کے جال (net) میں نہیں پھنس رہی تو پھر اپنی مکاری کو استعمال کرتے ہوئے مکڑے نے (مکڑے مردوں spider men) کی طرح ی کو اپنا لقمہ تر بنانے کے لیے مکھی کی خوشامد کی جس کے نتیجے میں مکھی، مکڑے کے جال (World wide web) میں پھنس گئی اور اپنا سب کچھ گنوا دیا:

"مکڑے نے کہا دل میں سنی بات جو اُس کی
پھانسوں اِسے کس طرح یہ کم بخت ہے دانا
سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں خوشامد کا ہے بندا
یہ سوچ کے مکھی سے کہا اُس نے بڑی بی!
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رُتبہ
ہوتی ہے اُسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا

آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا
یہ حسن، یہ پوشاک، یہ خوبی، یہ صفائی
پھر اُس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا
مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں بُرا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اُڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑے نے اُچھل کر اُسے پکڑا
بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا"

(اقبال: بانگِ درا)

بس اسی طرح انٹرنیٹ پر آن لائن چیٹنگ رومز میں، آن لائن ڈیٹنگ سائٹس پر، فیس بک پر اور فوری میسجنگ (instant messaging) میں جب کوئی نا محرم مرد کسی لڑکی یا کسی عورت سے محبت کے بلند بانگ دعوے کرتا ہے اور اُس لڑکی یا عورت کے حُسن کی تعریف یا اُس لڑکی کی ذہانت یا مذہبی علم کی تعریف کرتا ہے تو کچھ تو انٹرنیٹ کے سحر کے اثر سے اور کچھ اُس شخص کی مکارانہ گفتگو کی وجہ سے لڑکیاں اور خواتین بھی وہی کرتی ہیں جو اِس نظم میں بیان ہوا ہے جسے اب کچھ ترمیم کے ساتھ اور علامہ

اقبال سے معذرت کے ساتھ یہاں پیش کیا جاتا ہے:

"لڑکی" نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا
انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں بُرا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا
یہ بات کہی اور اُڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو "نامحرم مرد" نے اُچھل کر اُسے پکڑا
بھوکا تھا کئی روز سے اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے "لڑکی" کو اُڑایا

برطانیہ کی خاتون سائنسدان اور علم جینیات (Genetics) کے میدان میں پی ایچ ڈی ڈاکٹر این موئر (Anne Moir) نے مردانہ نفسیات کے اسی گوشے کے متعلق لکھا تھا:

"Mothers have forever warned their daughters that men are after only one thing, and they are usually right." **(1)**

"مائیں اپنی بیٹیوں کو ہمیشہ سے خبردار کرتی آئی ہیں کہ (نامحرم) مردوں سے ہوشیار رہیں کیونکہ (نامحرم) مرد ہمیشہ اُن لڑکیوں کے پیچھے ایک ہی وجہ سے آرہے ہوتے ہیں اور مائیں عام طور پر صحیح ہی کہتی ہیں۔"

---

1) Moir, Anne & Jessel, David (1991). Brain Sex: The Real Difference between Men & Women. New York, Carol Publishing.

آن لائن ڈیٹنگ کے خطرات

(The Dangers of Online Dating)

آن لائن ڈیٹنگ کی ویب سائٹس پر جب عورتیں مرد ایک دوسرے سے رابطے کرتے ہیں تو وہ محبت کے بڑے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں بلکہ مرد حضرات تو عورتوں سے بے پناہ محبت کا اظہار کرنے میں کچھ زیادہ ہی تیزی دکھاتے ہیں۔ بالکل جیسے ''مکڑے اور مکھی'' کی کہانی میں مکڑے نے مکھی کی خوشامد میں آسمان زمین کے قلابے فوراً ملا ڈالے۔

آن لائن ڈیٹنگ پر سب سے زیادہ بولے جانے والے جھوٹ

انٹرنیٹ ڈیٹنگ کے اعداد و شمار پر تحقیق کرنے والی ویب سائٹ "Thepeeq.com" کے مطابق جب لوگ ڈیٹنگ سائٹس پر اپنا تعارف (Personal Profile) بناتے ہیں تو بعض ایسے جھوٹ ہیں جو لوگوں کی اکثریت اپنے متعلق بیان کرتی ہے تاکہ جنسِ مخالف ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر ان سے دوستی کرلے اور دونوں کا معاشقہ (Love affair) شروع ہو جائے۔'' Thepeeq.com کی ریسرچ اور بعض مشہور ڈیٹنگ ویب سائٹس کا مشاہدہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ درج ذیل جھوٹ لڑکے لڑکیاں سب سے زیادہ اپنے بارے میں پوسٹ کرتے ہیں: (1)

1) Top 10 Online Dating Lies (http://www.thepeeq.com/home/article/1829/Virtual-Insanity---Top-10-Online-Dating-Lies) Retrieved on: Nov. 16, 2012

ٹیبل: آن لائن ڈیٹنگ میں سب سے زیادہ بولے جانے والے جھوٹ

Table: Most Common Lies People Tell on their online Dating Profiles.

I'm slim and Petite	میں دبلی پتلی ہوں
I'm young and handsome	میں جوان اور خوبصورت ہوں۔
I'm 29	میری عمر صرف 29 سال ہے۔
My interests are going to cinema, live music and dining in restaurants.	میری دلچسپیاں سینما جانا، میوزیکل کنسرٹس میں جانا اور ریسٹورانٹوں میں کھانا ہیں۔
I'm sensitive, smart and funny	میں بہت حساس، ذہین اور دلچسپ ہوں۔
I can't wait to meet your!	میں آپ سے ملاقات کے لیے بے تاب ہوں۔
I make more than 200,000 Ruppees per year	میری سالانہ آمدنی 2 لاکھ روپے سے زیادہ ہے
As the CEO of a successfully internet start up, I enjoy the finer things in life.	ایک کامیاب انٹرنیٹ کمپنی کا مالک (CEO) ہونے کی حیثیت سے مجھے زندگی میں نفیس چیزیں پسند ہیں۔
I love you more than anything else in the world	مجھے تم سے پوری دنیا میں سب سے زیادہ محبت ہے۔

Sure, that picture on Facebook is of me	یقیناً، یہ فیس بک پر تصویر میری ہی ہے۔
I don't have a wife or fiancee	میری کوئی بیوی یا منگیتر نہیں ہے۔
You are the most beautiful girl / woman I have ever met.	مجھے زندگی میں تم سے زیادہ خوبصورت لڑکی نہیں ملی۔

مسلمانوں کا آنکھیں بند کر کے غیر مسلموں کی پیروی کرنا

افسوس کی بات یہ ہے کہ آن لائن ڈیٹنگ کے معاملے میں غیر مسلموں کی پیروی کرتے ہوئے مسلمان بھی وہی کام کررہے ہیں جو عیسائی یہودی اور ہندو اقوام کے نوجوان کررہے ہیں، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

''تم ضرور اگلی امتوں کی عادات واطوار کی بالشت در بالشت اور ہاتھ در ہاتھ پیروی کرو گے، یہاں تک کہ وہ کسی گوہ کے سوراخ میں جا گھسیں گے تو تم بھی اُس میں داخل ہو جاؤ گے۔

ہم نے کہا: ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، کیا ہم یہود و نصاریٰ کی پیروی کریں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر وہ نہیں تو پھر کون؟

(بخاری۔مسلم)

آج عیسائیوں اور یہودیوں کی طرح مسلمانوں نے بھی آن لائن ڈیٹنگ سائٹس بنا لی ہیں مثلاً:

Muslima.com,

Qiran.com
SingleMuslim.com
Muslims4Marriage.com
Nikah.com
Friends.com

گو کہ اِس وقت اِن مسلم آن لائن ڈیٹنگ سائٹس کے متعلق تفصیلی اعداد و شمار نہیں پائے جاتے لیکن انٹرنیٹ کی دھوکہ دینے والی فطرت (Deceptive Nature) کے پیشِ نظر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ مسلم ڈیٹنگ سائٹس کے نتائج بھی اتنے ہی بھیانک ہوں گے جتنے بھیانک نتائج غیر مسلموں کی ڈیٹنگ سائٹس کے سامنے آئے ہیں ۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بات عیاں ہو جائیگی کہ جس طرح عورتوں کے ساتھ مردوں کی دھوکہ دہی، فریب اور دجل کے واقعات غیر مسلم آن لائن ڈیٹنگ سائٹس پر ہوتے ہیں بہت ممکن ہے کہ اُس سے بھی بڑھ کر مسلمان لڑکیوں اور خواتین کے ساتھ ایسے دھوکہ دہی کے واقعات پیش آئیں کہ اُنھیں سُن کر غیر مسلم بھی اپنے کانوں کو ہاتھ لگائیں ۔اُس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ غیر مسلم خواتین کی تو بچپن سے پرورش ہی بے حیا ماحول میں ہوئی ہوتی ہے، پھر سکولوں میں کو ایجوکیشن (coeducation) غیر مسلم ماحول میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ بلوغت کے فوراً بعد تعلقات رکھ رکھ کر غیر مسلم خواتین تو کافی ہوشیار ہو چکی ہوتی ہیں جبکہ مسلمان لڑکیاں اور خواتین ایک شرم و حیا والے مسلم معاشرے میں نامحرم لڑکوں اور نامحرم مردوں سے علیحدہ پروان چڑھتی ہیں ۔چنانچہ مسلمان لڑکیاں اور عورتیں بہت سادہ اور بھولی ہوتی جن کے متعلق قرآن نے فرمایا ہے:

﴿ اَلْمُحْصِنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ ﴾ (سورہ النور:23)

''پاک دامن، بھولی اور شریف، مومن عورتیں''

الغرض مسلمان لڑکیاں تو بہت سیدھی سادھی شریف عورتیں ہوتی ہیں جو چھل بے نہیں جانتیں، اُنھیں کچھ خبر نہیں ہوتی کہ بدچلنی کیا ہوتی ہے اور کیسے کی جاتی ہے، وہ باہر کی انٹرنیٹ کی دنیا میں ہونے والی مکاریوں اور دجل (Online Deception) سے بالکل بے خبر ہوتی ہیں۔ اکثر اوقات اُن کی بدقسمتی بس یہ ہو جاتی ہے کہ گھر میں اُن کے والد یا بھائی دجال کے ایک آنکھ والے ایجنٹ یعنی کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کو لے آئے ہوتے ہیں تو انٹرنیٹ کو جاننے کے لیے یہ مسلمان لڑکیاں بھی دجال کے ایک آنکھ والے ایجنٹ کے سامنے بیٹھ کر بٹن کلک کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ بعض اوقات اسی دوران میں فیس بک (Facebook) یا ٹوٹر (Twitter) یا آن لائن چیٹنگ روم (chatroom) یا آن لائن ڈیٹنگ سائٹ (online dating site) پر جا کر یہی معصوم لڑکیاں ایک ایسا بٹن کلک کر دیتی ہیں کہ پھر اُس غلطی کے نتیجے میں دجالی بلیک ہول (Dajjal's Black Hole) میں کھنچتی چلی جاتی ہیں یہاں تک کہ اپنی عزت، اپنی معصومیت، اپنی زندگی، اپنے گھر والے، سب کچھ کھو بیٹھتی ہیں۔

آن لائن ڈیٹنگ کے بھیانک نتائج

ہماری مسلمان بہنوں اور بیٹیوں کو یہ بات سمجھنی چاہیے کہ انٹرنیٹ پر قائم کیے گئے تعلقات اور معاشقوں (Digital love offairs) کے بے شمار خطرات ہیں اور عام طور پر ان معاشقوں کا انجام نہایت بھیانک اور دردناک ہوتا ہے۔ امریکی مصنف مائیکل لارگو (Michal Largo) اپنی کتاب "Final Exits" میں لکھتا ہے:

"Internet dating is becoming very popular, but since 1995, there's been [...] over 400 instances where a homicide [murder] has

been related to the person that [the victim] met online."

''انٹرنیٹ ڈیٹنگ بہت مقبول ہورہی ہے لیکن 1995ء سے لے کر اب تک (یعنی 2007 تک) ایسے 400 قتل کے واقعات ہو چکے ہیں جن میں مقتول (عورت یا مرد) کی اپنے قاتل سے پہلے پہل انٹرنیٹ پر ملاقات ہوئی تھی۔'' (1)

حال ہی میں فحش نگاری اور عریانی کی صنعت (Pornography Industry) نے آن لائن ڈیٹنگ ویب سائٹس (online dating sites) پر یہ الزام لگایا ہے کہ فاشی کی صنعت میں حالیہ 74 ملین ڈالر کی کمی کی ذمہ دار یہ آن لائن ڈیٹنگ سائٹس ہیں۔غور کرنے کی بات یہ ہے کہ فاشی وعریانی کی صنعتیں جو عریاں خواتین کے رسالے چھاپتے ہیں، جو بلو پرنٹ فلمیں بناتے ہیں، جو پورنوگرافک ویب سائٹس بناتے ہیں، وہ صنعتیں چیخ چیخ کر اپنی آمدن (profit and sales) میں کمی کی ذمہ دار آن لائن ڈیٹنگ سائٹس کو ٹھہرا رہی ہیں؟ یہ بات ہمیں بذاتِ خود یہ بتا رہی ہے کہ آن لائن ڈیٹنگ اپنی فطرت کے لحاظ سے کیسی ہے یہاں تک کہ یہ صنعت کمائی کرنے میں فاشی وعریانی کی صنعت (Pornography Industry) کو بھی پیچھے چھوڑ گئی ہے۔ اِس کا صاف مطلب یہ ہے کہ ایسے لوگوں کی اکثریت جو پہلے اپنا پیسہ عریاں عورتوں کی تصاویر والے رسالے خریدنے میں، بلو پرنٹ فلمیں کرائے پر لینے میں اور پورنوگرافک ویب سائٹس کی ممبر شپ لینے میں لگاتے تھے، اب وہی لوگ اپنا پیسہ آن لائن ڈیٹنگ سائٹس کی ممبر شپ خریدنے میں لگا رہے ہیں۔

---

1) Largo, Michael (9 May 2007). "Loved To Death". Videojug. http://www.videojug.com/interview/loved-to-death#how-dangerous-is-internet-dating.

فی الواقع پوری دنیا کے قانون نافذ کرنے والے ادارے (Law Enforcement Agencies)، پوری دنیا میں زنا بالجبر (Rape) کی بڑھتی ہوئی وارداتوں کا ذمہ دار انٹرنیٹ (Internet) کو قرار دے رہے ہیں۔ مثلاً 1993ء سے اب تک امریکہ کی پولیس کو زنا بالجبر کے رپورٹ کیے جانے والے واقعات میں 30 فیصد اضافہ ہوا ہے اور امریکی ریاست نارتھ کیرولائنا (North Carolina) کے شہر چارلوٹ (Charlotte) کے پولیس ڈیپارٹمنٹ نے زنا بالجبر کی وارداتوں میں اِس اضافے کو صاف صاف الفاظ میں انٹرنیٹ ڈیٹنگ ویب سائٹس (Internet Dating Websites) کے بڑھتے ہوئے استعمال کا نتیجہ قرار دیا ہے۔ چارلوٹ کے پولیس ڈیپارٹمنٹ کے جنسی تشدّد کے محکمے کے سربراہ سارجنٹ ڈیرل پرائس (Sargeant Darrell price) نے کہا ہے:

"In the past, (rapists) would have to hunt and stalk. Now, all you have to do is (get on the Internet), and she's waiting for you at a hotel room."

''ماضی میں زانی مجرموں کو عورتوں کی تلاش اور شکار کرنا پڑتا تھا۔ اب اُن کا کام آسان ہوگیا ہے۔ انھیں صرف انٹرنیٹ پر جانا ہوتا ہے اور اُس کے نتیجے میں عورت ہوٹل کے کمرے میں (اُن کے دام میں پھنسنے کے لیے) موجود ہوتی ہے۔'' **(1)**

اسی قسم کے خدشات کا اظہار انٹرنیٹ پروائیویسی کے وکیل اور نیویارک کے انٹرنیٹ سیفٹی گروپ "Wiredsafety.org" کے سربراہ پیری آفتاب (Parry

1) "Police blame internet for rise in rape cases". http://www.dosomething.org/blog/chatterbox/police-blame-internet-rise-rape-cases.

(Aftab) نے کیا۔ پیری آفتاب نے یہ انکشاف کیا ہے کہ انٹرنیٹ سے متعلقہ جنسی جرائم (Cyber-related sex crimes) میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ مزید برآں انٹرنیٹ سیفٹی کے ماہرین کے مطابق:

"More date rapes and sexual assaults are growing out of Internet chat room introductions and from dates arranged through popular cyber-dating sites."

''اب زیادہ تر ڈیٹنگ کے موقع پر لڑکیوں کی آبروریزی کے واقعات اکثر اوقات لڑکیوں لڑکوں کے انٹرنیٹ چیٹنگ کے کمروں میں تعارف اور ملاقات کے نتیجے میں اور مشہور آن لائن ڈیٹنگ سائٹس پر تعارف کے نتیجے میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔'' (1)

یہی وجہ ہے کہ امریکی ریاست الاباما (Alabama) کے شہر برمنگھم کی پولیس اور قانون نافذ کرنے والے اداروں نے وہاں کے شہریوں کو خصوصی طور پر ہدایات دی ہیں کہ وہ انٹرنیٹ ڈیٹنگ سے خبردار رہیں۔ یہ اُس واقعے کے بعد ہوا جب ریاست الاباما کے دوسرے شہر ٹسکالوسا (Tuscaloosa) میں ایک عورت نے ایک آن لائن ڈیٹنگ سائٹ (Okcupid.com) پر ایک مرد سے دوستی کی، پھر دونوں نے ڈیٹ کے لیے ملاقات کا فیصلہ کیا۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو آن لائن ڈیٹنگ سائٹ پر اپنے آپ کو ''نہایت محبت کرنے والا''، ''نفیس طبع'' اور ''ریسٹورانٹوں میں کھانا کھلانے'' کے دعوے کرنے والے شخص کی حقیقت تب کھلی۔ اُس شخص نے اُس عورت کی عزت لوٹی اور بھاگ گیا۔ آدھی رات کو وہ عورت اپنی کسی سہیلی کی مدد لے کر ہسپتال کے ایمرجنسی وارڈ

1) "Police blame internet for rise in rape cases". http://www.dosomething.org/blog/chatterbox/police-blame-internet-rise-rape-cases.

میں اِس حالت میں پہنچی کہ اُس کے جسم پر پورے کپڑے بھی نہ تھے۔

انٹرنیٹ ڈیٹنگ سائٹس کی عوام میں خاصی مقبولیت کے باوجود گھریلو تشدد (Domestic Violence) کے روز بروز کے بڑھتے واقعات کے پیشِ نظر مغرب کے مبصرین وماہرین کے مطابق انٹرنیٹ ڈیٹنگ سائٹس کے ذریعے محبت کی تلاش کے اِس طریقہ کار کے خطرات ونقصانات بے شمار ہیں۔جیفرسن کاؤنٹی فیملی وائلنس (CCR-Jefferson County Family Violence) کی ممبر خاتون ایلی سن ڈیرنگ (Allison Dearing) نے انٹرنیٹ استعمال کرنے والوں میں بالخصوص لڑکیوں کو نصیحت کرتے ہوئے کہا:

"There are maybe things to keep in mind about not meeting up with someone alone the first time or making sure you know a lot about the person. We talk about safety in numbers, going out in groups, may be a safer way to get to know someone." **(1)**

''کچھ باتیں ایسی ہیں جو آپ اپنے ذہن میں رکھیں کہ آپ کسی شخص سے پہلی مرتبہ تنہائی میں ملاقات نہ کریں یا یہ یقین دہانی کرلیں کہ آپ اُس شخص کے متعلق بہت کچھ جانتی ہیں۔لوگوں کی زیادہ تعداد کی موجودگی میں آپ زیادہ محفوظ ہیں یعنی آپ کسی مرد سے ملاقات کررہی ہیں تو آپ گروپ کی صورت میں ہوں تو یہ کسی کا تعارف حاصل کرنے کے لیے زیادہ محفوظ صورت حال ہے۔''

---

1) Melainie, Posey (Oct. 05, 2012). "Officials urge caution for online daters after alleged rape". http://www.myfoxal.com/story/19750098/officials-urge-caution-for-online-daters-after-alleged-rape.

ایلی سن ڈیئرنگ (Allison Dearing) کی لڑکیوں اورلڑکوں کو ڈیٹنگ کے سلسلے میں کی گئی نصیحت

"Not meeting up with someone alone the first time"

یعنی ''عورت کوکسی مرد سے پہلی مرتبہ تنہائی میں ملاقات نہیں کرنی چاہیے'' بہت قابلِ غور ہے۔ایلی سن ڈیئرنگ (Allison Dearing) کی لڑکیوں اورلڑکوں کو کی گئی نصیحت تو ہُوبہُو وہی ہے جو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہ سو سال پہلے مسلم لڑکیوں اورلڑکوں کوحدیث میں کی تھی ۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

لَایَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثَهُمَا الشَّیْطَانُ (جامع ترمذی)

(جب بھی کوئی نامحرم مرد کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے تو تیسرا شیطان ہوتا ہے) (1)

مزید برآں، ایلی سن ڈیئرنگ کی جوان لڑکیوں کونصیحت کہ

"We talk about safety in numbers, going out in groups, may be a safer way to get to know someone."

یعنی ''لوگوں کی زیادہ تعداد کی موجودگی میں آپ زیادہ محفوظ ہیں'' بھی اسلام کے نکاح سے پہلے لڑکی سے ملاقات کے احکامات سے بہت ملتی جلتی نصیحت ہے کیونکہ اسلام، شادی کا ارادہ رکھنے والے مرد کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اپنی ہونے والی بیوی سے شادی سے پہلے ایک ملاقات کرلے مگر لڑکی کے والدین یا بزرگوں کی موجودگی میں، تنہائی میں نہیں ۔

---

1) جامع ترمذی 1171،اس حدیث کوشیخ البانی نے صحیح الترمذی میں صحیح قراردیا ہے۔

انٹرنیٹ اور آن لائن ڈیٹنگ سائٹس پر بنائے گئے عورتوں مردوں کے تعلقات بھی اتنے ہی سطحی (Superficial) ہوتے ہیں جتنا کہ ایک آنکھ والا میڈیا خود سطحی ہوتا ہے دراصل اللہ تعالٰی نے ہمیں دو آنکھوں سے نوازا ہے۔ اگر ہم دنیا کا مشاہدہ ایک آنکھ سے کریں تو ہمیں دنیا کا بہت سطحی منظر (One-dimensional view) نظر آئے گا (یہی وجہ ہے کہ دجال کی بھی ایک آنکھ ہوگی جس طرح اس کے تمام ایجنٹوں کی ایک آنکھ ہے)۔ امریکہ کی یونیورسٹی آف ٹیکساس کے ایک حقیقت پسند طالب علم نے آن لائن قائم کیے گئے تعلقات کی کمزوری کے متعلق بہت دلچسپ بات لکھی ہے؛

"Searching for a soul mate with a couple of back and forth e-mails or paying a membership to the latest dating Web site is hardly setting the foundation for a solid meaningful relationship. Is it possible to find love online? I say no." **(1)**

''اپنی زندگی کا شریکِ سفر تلاش کرنے کے لیے آپس میں چند اِی میلز کا تبادلہ کرنے سے یا جدید ترین ڈیٹنگ ویب سائٹ کی ممبر شپ خریدنے سے زندگی بھر کے لیے ایک مضبوط رشتہ کی بنیاد قائم نہیں کی جاسکتی۔ کیا یہ ممکن ہے کہ ہم اپنی محبت کو آن لائن تلاش کرلیں؟ میرا جواب نفی میں ہے''

---

1) Anonymous (April 14, 2009) "Online dating is deceptive and dangerous". The University Star, Texas State University, San Marcos (http://www.dosomething.org/blog/chatterbox/police-blame-internet-rise-rape-cases)

بیک وقت ایک سے زیادہ لڑکیوں یا عورتوں کے ساتھ آن لائن ڈیٹنگ کرنے کا چسکا

ہر قسم کی ڈیٹنگ یا کورٹ شپ اور بالخصوص آن لائن ڈیٹنگ کا سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ لوگ بیک وقت ایک سے زیادہ لڑکیوں یا عورتوں کے ساتھ ڈیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ انٹرنیٹ پر اپنی شخصیت کو چھپانے کی سہولت بدرجۂ اتم موجود ہوتی ہے اور مرد حضرات خاص طور پر اِس سہولت کا بھرپور انداز میں فائدہ اٹھاتے ہیں۔ آن لائن ڈیٹنگ کے اعداد و شمار (online dating statistics) کے مطابق ڈیٹنگ کرنے والوں میں سے 11 فیصد مرد حضرات پہلے سے شادی شدہ ہوتے ہیں اور 53 فیصد کے پہلے سے کسی نہ کسی عورت سے تعلقات ہوتے ہیں۔ اِس کا صاف مطلب یہ ہے کہ آن لائن ڈیٹنگ کا استعمال کرنے والے آدھے سے زیادہ مرد حضرات ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ عورت سے ڈیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ اِس چیز کو عام زبان میں ''آشنائی کرنا'' یا ''بے وفائی کرنا'' کہتے ہیں۔ مسلمان لڑکیوں اور خواتین کو اِس بات کا اندازہ نہیں ہوتا کہ وہ خود تو نہایت اخلاص سے اپنی زندگی کا ہم سفر تلاش کر رہی ہوتی ہیں لیکن دوسری طرف مرد حضرات آن لائن ڈیٹنگ کے ذریعے اُن لڑکیوں اور خواتین کی زندگی کو ایک تماشہ بنا کر رکھ دیتے ہیں اور اُن کی عزت کو خاک میں ملا رکھ دیتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر نے کہا ہے:

؎ میری زندگی کو ایک تماشہ بنا دیا اُس نے
بھری محفل میں تنہا بٹھا دیا اُس نے

بہت ناز تھا اُس کی وفا پہ کبھی ہم کو
مجھ کو ہی میری نظروں میں گرا دیا اُس نے

خود بے وفا تھا میری وفا کی کیا قدر کرتا
انمول تھی میں خاک میں ملا دیا اُس نے !

اِس پر مستزاد یہ کہ "InternetPredatorStatistics.com" نامی ویب سائٹ نے اپنے تحقیقاتی اعداد و شمار میں یہ انکشاف کیا ہے کہ ایسے ''بھیڑیے صفت مرد'' جو آن لائن ڈیٹنگ کو استعمال کر کے لڑکیوں کو پھانستے ہیں وہ 10 فیصد ہوتے ہیں اور مزید 10 فیصد ایسے مرد ہوتے ہیں جو خواتین کے ساتھ مالی فراڈ کر کے اُن سے پیسے بٹورنا چاہتے ہیں۔ آگے دیئے گئے ٹیبل میں یہ اعداد و شمار بیان ہوئے ہیں۔ اِن تمام اعداد و شمار کی روشنی میں کسی بھی ہوشمند انسان کے لیے انٹرنیٹ چیٹنگ اور سوشل نیٹ ورکنگ ویب سائٹس مثلاً فیس بُک یا سکائپ چیٹنگ یا آن لائن ڈیٹنگ کے ذریعے ایک دیانت دار اور مخلص شریکِ سفر کا تلاش کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ یہ اعداد و شمار بالخصوص مسلمان لڑکیوں اور خواتین کے لیے خطرے کی گھنٹی ہیں، ایسی مسلمان لڑکیاں اور خواتین جو آن لائن ڈیٹنگ سائٹس کا استعمال کر کے اور ایسی ویب سائٹس پر "women seeking men" کا بٹن کلِک کر کے یہ سمجھ بیٹھتی ہیں کہ شاید اِس طرح انھیں کوئی مخلص شریک سفر مل جائے۔

ٹیبل: انٹرنیٹ پر ڈیٹنگ کے اعداد وشمار

(Table of Online Dating Statistics)

فیصد شرح (Percentage)	مسئلہ
11%	ایسے مردوں کی شرح جو انٹرنیٹ پر ڈیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں باوجودیکہ وہ لوگ شادی شدہ ہوتے ہیں (Men doing online dating but they are married)
53%	ایسے مردوں کی تعداد جو ایک ہی وقت میں انٹرنیٹ پر ایک سے زیادہ عورتوں سے ڈیٹنگ کر رہے ہوتے ہیں۔ (Men who are dating more than one woman simultaneously)
10%	ایسے بھیڑیے صفت مرد جو آن لائن ڈیٹنگ کو استعمال کر کے لڑکیوں اور عورتوں کو پھانستے ہیں۔ (Sex offenders who use online dating services to trap girls and women)
64%	ایسے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ آن لائن ڈیٹنگ میں مشترکہ دلچسپیاں جنس مخالف کے انتخاب میں سب سے اہم ہوتی رہیں۔ (Percent who say common interests are the most important factor)

71%	ایسے لوگوں کی شرح جو پہلی نظر پڑنے پر محبت ہو جانے کے قائل ہوتے ہیں۔ (Percent of people who believe in love at first sight)
33%	ایسی عورتوں کی شرح جو پہلی ہی ڈیٹ پر مرد کے جھانسے میں آکر اپنی آبرو لٹا بیٹھتی ہیں۔ (Percent of women who are tricked by men and become intimate with them on the first online dating encounter)

Summarized from:
Online Dating Statistics" (Source: Reuters, Herald News, PC World, WashingtonPost).
Date Verified: June 20,2012 (http://www.statisticbrain.com/online-dating-statistics)

کس کو منتخب کریں اور کس کو چھوڑیں: آن لائن رشتے اور کنفیوز ڈاٹ کام

آن لائن ڈیٹنگ کا دوسرا بڑا مسئلہ بہت سے رشتوں میں سے انتخاب کرنے (too many choices) کا ہے۔ امریکہ کے نامور ماہر نفسیات (Psychologist) بیری شوارٹز (Barry Schwartz) اپنی معروف کتاب The Paradox of Choice: Why Less is More." میں لکھتے ہیں کہ لوگوں کو بہت سی چیزوں میں سے انتخاب اور اختیار کی سہولت دینے سے لوگوں کو خوشی حاصل نہیں ہوتی بلکہ ایسا کرنے سے اُن کی زندگی شکستہ حال ہو جاتی ہے اور اُن پر بے سکونی طاری ہو جاتی ہے۔ بہت زیادہ امکانات (Choices) کی موجودگی کی وجہ سے انتخاب کرنے کا عمل بہت تھکانے والا بن جاتا ہے،

وقت بہت ضائع ہو جاتا ہے اور اکثر اوقات آخر پر انسان کے ذہن میں اپنے انتخاب کے بارے میں شکوک وشبہات پیدا ہو چکے ہوتے ہیں کہ کاش اُس نے کسی دوسری شے کا انتخاب کیا ہوتا۔ **(1)**

آن لائن ڈیٹنگ ویب سائٹس پر رشتے کی تلاش اِس کی بہترین مثال ہے کہ جہاں پر اپنا زندگی کا شریکِ سفر منتخب کرنے والے مردوں (Men seeking women) اور عورتوں (Women seeking men) کو انتخاب کرنے کے لیے اتنے زیادہ رشتے بتائے جاتے ہیں کہ اُن لوگوں میں اضطراب، بے چینی اور عدمِ اطمینان پیدا ہو جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں آن لائن رشتے تلاش کرنے والے مردوں اور عورتوں کی حیثیت کنفیوز ڈاٹ کام (confused.com) والی ہو جاتی ہے۔ آپ کسی بھی مشہور ڈیٹنگ ویب سائٹ پر کسی بھی شہر میں ڈیٹنگ کے خواہش مند لڑکیوں لڑکوں کو تلاش کریں تو نتائج کے سیکشن (Results Section) میں بیسیوں نہیں بلکہ سینکڑوں خواہش مندوں کی تصاویر اور پَروفائلز (photographs & profiles of singles) آ جائیں گی۔ اب آپ اُن میں سے کس کا انتخاب کریں گی یا آپ کس کا انتخاب کریں گے؟ پھر ستم بالائے ستم یہ کہ اپنے سامنے اتنی طویل لڑکیوں لڑکوں کی فہرست دیکھ کر رشتہ تلاش کرنے والے لڑکوں لڑکیوں کو اپنی آئیڈیل بیوی یا اپنا آئیڈیل خاوند تلاش کرنے کے لیے ہر جگہ منہ مارنے یا ہر دوسری لڑکی سے دوستی کر کے اُس کو آزمانے کی گندی عادت سی پڑ جاتی ہے اور پھر وہی حال ہوتا ہے کہ:

ع چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

---

1) Schwartz, Barry (2005). The Paradox of Choice: Why Less is More. New York, Harper Perennial.

یونیورسٹی آف ٹیکساس کے ایک حقیقت پسند طالب علم نے اسی سلسلے میں اپنے خدشات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا:

"The Internet can be addictive. If an individual meets someone one night, how does he or she know the person isn't online searching for someone else the next?" **(1)**

''انٹرنیٹ میں نشہ آور خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ اگر ایک مرد یا عورت ایک رات کو انٹرنیٹ پر کسی سے محبت کا دعویٰ کر رہے ہوتے ہیں تو اِس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ وہی عورت یا مرد اگلی رات کو کسی اور محبوب کی تلاش کر رہے ہوں گے؟''

ڈیٹنگ کی ملاقات کے موقع پر عورتوں کی عصمت دری کے بڑھتے واقعات

کسی بھی قسم کی ڈیٹنگ میں پوشیدہ ایک بہت بڑا خطرہ ڈیٹنگ کی ملاقات کے موقع پر عورت کی عصمت دری (Date Rape) ہو سکتا ہے۔ اِس قسم کی وارداتیں عورتوں کے اپنے گھروں میں بھی ہو جاتی ہیں (اگر وہ نامحرم مرد کے ساتھ ڈیٹنگ کے موقع پر گھر میں اکیلی موجود ہوں) اور کسی دوسری جگہ بھی اِس قسم کی وارداتیں ہو سکتی ہیں۔ اب تو خواتین اور خاص طور پر مسلمان خواتین کو ہر قسم کی ڈیٹنگ جیسے حرام کاموں سے بچنے کی بہت ضرورت ہے کیونکہ اب ڈیٹنگ کے وقت عصمت دری کرنے کی ادویات (Date Rape Drugs) کی آمد کی وجہ سے مجرموں کیلئے عورتوں کی عزت سے کھیلنا بہت آسان ہوگیا۔ اس طرح کی نشہ آور ادویات کو "Predator Drugs" بھی کہتے ہیں۔ ڈیٹ ریپ ادویات (مثلاً Ketamine, Rohypnol or GHB) میں انسان

1) Anonymous (April 14, 2009) "Online dating is deceptive and dangerous". The University Star, Texas State University, San Marcos http://www.dosomething.org/blog/chatterbox/

کو بے ہوش کرنے اور جائے وقوع پر ہونے والے حادثے کو بُھلا دینے کی خصوصیات (Sedative, hypnotic and amnesiac effects) موجود ہوتی ہیں اور یہ ادویات شکاری مرد ڈیٹنگ کی ملاقات کے دوران لڑکی کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر اُس کے کھانے یا مشروب میں آسانی سے ملا سکتے ہیں۔ ڈیٹ ریپ ادویات کھانے کی وجہ سے اُن کو کھانے والی عورت پر بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے اور اُسے بے ہوشی میں جانے سے ذرا پہلے کی اکثر باتیں بھی بھول جاتی ہیں۔ اِس قسم کی ادویات کا استعمال تقریباً پوری دنیا میں جرم ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ایسے مکڑے مرد یا شکاری مرد جنھوں نے یہ ارادہ کیا ہوتا ہے کہ اُنھوں نے جس عورت سے آن لائن ملاقات کرنی ہے اُس سے ڈیٹنگ کی ملاقات میں زنا بالجبر بھی کرنا ہے، ایسے مردوں کو اپنے جرائم کے برے نتائج کی پرواہ کہاں ہوتی ہے۔

ابھی حال ہی میں امریکی ریاست پنسلوینیا (Pennsylvania) کے شہر فیلاڈلفیا (Philadelphia) کے 34 سالہ باشندے جیفری مارسالس (Jeffrey Marsalis) کو ڈیٹنگ کے مواقع پر عورتوں کی آبرو ریزی کرنے کے جرم میں 20 سال کی سزا سنائی گئی ہے۔ اُن سات عورتوں میں سے جن کی عزت لوٹی گئی، چھ عورتوں سے جیفری مارسالس کی ملاقات آن لائن رشتے (ڈیٹنگ) کروانے والی ویب سائٹ Match.com پر ہوئی۔ عدالت میں اُس کے خلاف جرح کرنے والے وکیلوں نے بتایا کہ جیفری مارسالس ''بڑی نرم اور محبت بھری گفتگو کرنے والا شخص'' تھا اور آن لائن ڈیٹنگ کے دوران وہ عورتوں کو اپنے بارے میں جھوٹ بتاتا تھا۔ کبھی وہ کہتا تھا کہ وہ ایمرجنسی وارڈ کا ڈاکٹر ہے تو کبھی وہ اپنے آپ کو خلاباز بتاتا تھا اور کبھی خفیہ ادارے کا ایجنٹ ہے۔

جیفری مارسالس (Jeffrey Marsalis) کا طریقۂ واردات یہ تھا کہ وہ ڈیٹنگ اور کورٹ شپ کی ملاقات کے دوران بڑی خاموشی سے عورت کے مشروب میں ڈیٹ

ریپ والی دوائی ڈال دیتا تھا جس کے نتیجے میں وہ عورت شدید غنودگی کا شکار ہو کر بیہوش ہوجاتی اور مارسالس اُس کی آبرو ریزی کرڈالتا۔ وہ تمام عورتیں جن کے ساتھ مارسالس نے یہ کارروائی کی وہ نہایت تعلیم یافتہ تھیں اور آن لائن ڈیٹنگ میں جیفری مارسالس کا پیشہ دیکھ کر (کہ وہ ایمرجنسی وارڈ کا ڈاکٹر ہے یا خلاباز ہے یا خفیہ سروس کا ایجنٹ ہے) اُن خواتین نے سوچا کہ اِس طرح آن لائن ڈیٹنگ کے ذریعے اُنھوں نے اپنے سے زیادہ پڑھا لکھا خاوند ڈھونڈھ لیا ہے مگر وہ تو فراڈیا تھا، وہ بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا نکلا۔

ڈیڑھ ہفتے تک جاری عدالتی ٹرائل میں اُن تمام خواتین نے اپنے ساتھ پیش ہونے والی واردات کی بہت ملتی جلتی تفصیلات بتائیں کہ کس طرح آن لائن ڈیٹنگ سائٹ پر اُن میں سے ہر عورت کی جیفری مارسالس سے ملاقات ہوئی، پھر دونوں نے آمنے سامنے ملاقات کا فیصلہ کیا، پھر ریسٹورانٹ میں ڈیٹنگ کی ملاقات کے دوران جب وہ مارسالس کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے یا کھانے کے بعد کسی ضرورت سے باتھ روم گئی اور باتھ روم سے واپس آکر جب اُس عورت نے کچھ کھایا پیا تو اُس کی کچھ دیر کے بعد اُس پر شدید غنودگی طاری ہونا شروع ہوگئی اور جب وہ نیند سے بیدار ہوئیں تو اُس کا سب کچھ لٹ چکا تھا۔ اب وہ کنواری نہیں رہی تھی۔ اِس آبرو ریزی کا حادثہ اُن میں سے ہر عورت کی بقیہ زندگی کے لیے ایک روگ بن گیا۔ عدالت میں جیفری مارسالس کو سزا سُنانے سے پہلے جج سٹیون جیروف (Judge Steven Geroff) نے اُسے مخاطب کر کے کہا:

"What you were was a wolf in sheep's clothing. Your world was a fantasy. Your lifestyle was a fantasy. What happened to your victims is reality."

''تم دراصل بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے ہو۔ تمہاری دنیا خیالی تھی۔ تمہارا طرزِ زندگی خیالی تھا لیکن تم نے اُن مظلوموں کے ساتھ جو کچھ کیا ہے وہ حقیقی تھا۔'' (1)

موجودہ دور میں انٹرنیٹ پر ڈیٹ ریپ ادویات کا حصول بڑا آسان ہوگیا ہے۔اِس لیے مسلم لڑکیوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اپنے والدین اور بزرگوں کی موجودگی کے بغیر کسی نامحرم لڑکے سے آن لائن ڈیٹنگ پر ملاقات کرنا یا حقیقی زندگی میں ڈیٹنگ کی ملاقات کسی ریسٹورانٹ یا گاڑی میں یا پارک میں الغرضیکہ کسی بھی جگہ اپنے بڑوں کی موجودگی کے بغیر محفوظ نہیں ہے، چاہے وہ مسلمان لڑکا بظاہر کتنا ہی شریف اور معصوم نظر آرہا ہو کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ لڑکا بھی بھیڑ کی کھال میں بھیڑیا (Wolf in sheep's clothing) ہو جیسا کہ جیفری مارسالس کو جیل بھیجتے ہوئے جج نے کہا تھا۔ یہی نہیں بلکہ مسلمان لڑکیاں اپنے منگیتر سے بھی تنہائی میں ملاقات کبھی مت کریں کیونکہ مردوں کے جسم میں جنسی ہارمونز کا اتنا زور ہوتا ہے کہ بظاہر ''شریف'' نظر آنے والا ''نامحرم منگیتر'' جذبات سے مغلوب ہوکر کچھ بھی کرسکتا ہے، آخر انسان ہے نا۔ اِس لیے اسلام کے بتائے ہوئے محرم اور نامحرم کے سامنے پردہ کرنے کے احکامات کو ہمیشہ یاد رکھیں اور بھیڑیوں سے ہوشیار!

1) Walters, Patrick (Oct. 12, 2007) "Man Gets 20 Years in Online Date-Rape Case". ABC News Local http://abclocal.go.com/wpvi/story?section=news/local

باب نمبر 4

شادیوں کو کامیاب بنانے میں خواتین کی برتری

کیلیفورنیا کی سٹینفورڈ یونیورسٹی (Stanford University) کے محقق ڈاکٹر سٹینلے کرٹز (Dr. Stanley Kurtz) نے اپنے ایک تحقیقی مضمون جس کا عنوان تھا: "The End of Marriage in Scandinavia" میں یہ بتایا کہ سویڈن (Sweden) میں شادی کی شرح بہت تیزی سے گر رہی ہے۔ سویڈن کا شمار دنیا کے انتہائی سیکولر ممالک میں ہوتا ہے اور سویڈش لوگ خود بھی اپنے ملک میں شادی کی گرتی ہوئی شرح کو یہاں کے سیکولرازم سے جوڑتے ہیں۔ بہت سی تحقیقات جو مغرب میں کی گئی ہیں وہ بھی اِس کا ثبوت فراہم کرتی ہیں کہ شادی کے شعبے کا تعلق معاشرے کے مذہب سے لگاؤ سے ہے۔ جہاں لوگ جتنے زیادہ مذہبی ہوں گے وہ شادی کو اتنی ہی زیادہ اہمیت دیں گے۔ (بحوالہ The Weekly Standard, Feb 2, 2004) اِس بات کو

کارل ینگ (Carl Jung) جیسے ماہرینِ نفسیات نے بھی مانا ہے کہ مذہب، انسان کی زندگی کو ایک مقصد دیتا ہے اور اسی طرح شادی، ایک نوجوان کے ذہن کو احساسِ ذمہ داری کے ساتھ ایک واضح سمت دیتی ہے۔ اسی لیے حدیث نبوی میں فرمایا گیا ہے کہ نکاح نصف ایمان ہے۔ اسکے برعکس، طلاق خاندانی نظام کو تباہ کرنے میں سب سے اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اسی لیے حدیث میں طلاق کو اللہ کے ہاں سب سے ناپسندیدہ فعل قرار دیا گیا ہے۔ (سُنن ابوداؤد)

دودھاری تلوار کی طرح طلاق کا نقصان صرف عورتوں کو ہی نہیں بلکہ مردوں کو بھی پہنچتا ہے

ہمارے معاشروں میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ طلاق کا نقصان صرف عورت کو ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مردوں کو طلاق کا نقصان، عورتوں سے بھی کئی گنا زیادہ ہوتا ہے۔ یہ درست ہے کہ عورتوں کے طلاق کے بعد شادی کے امکانات بہت کم رہ جاتے ہیں اور معاشی لحاظ سے بھی اُنہیں دھچکا پہنچتا ہے لیکن مردوں کو طلاق کی وجہ سے ہونے والے نقصانات کی لِسٹ زیادہ لمبی ہے جن میں سے کچھ کا یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

- دماغی امراض کے ہسپتالوں (mental hospitals) میں طلاق یافتہ مرد مریضوں (divorced male patients) کی تعداد، طلاق یافتہ خواتین مریضوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

(بحوالہ U.S. Census Bureau, Persons in Institutions)

- نیشنل بیورو آف ہیلتھ سٹیٹِسٹِکس (NBHS) کے اعداد و شمار کے مطابق 35 سال سے 65 سال کی عمر کے درمیان کے طلاق یافتہ مردوں کی شرح اموات، طلاق یافتہ

عورتوں کے مقابلے میں ساڑھے تین گنا زیادہ ہوتی ہے۔

(بحوالہ Marriage and Divorce مطبوعہ ہارورڈ یونیورسٹی پریس 1976ء)

- اموات کی وجوہات بہت سی ہیں لیکن مجرد مردوں کی طرح طلاق یافتہ مرد بھی خواتین کے مقابلے میں ساڑھے تین گنا زیادہ خودکشی کا ارتکاب کرتے ہیں اور چار گنا زیادہ حادثات سے مرتے ہیں۔

- طلاق یافتہ مردوں کی اموات جگر کے فیل (liver failure) ہوجانے کی وجہ سے عورتوں سے تین گنا زیادہ ہوتی ہیں۔

- سب سے اہم یہ کہ طلاق یافتہ مرد حضرات، طلاق شدہ عورتوں کے مقابلے میں دل کے دورے (heart attack) کی وجہ سے چھ گنا زیادہ مرتے ہیں۔

امریکہ کی دو خواتین محققین لنڈا ویٹ (Linda Waite) اور میری گیلیگر (Marrie Gallagher) اپنی کتاب "The Case for Marriage" میں لکھتی ہیں کہ ریسرچ سے یہ پتہ چلا ہے کہ جن والدین کے درمیان طلاق کے ذریعے علیحدگی ہوجاتی ہے، اُن کے بچوں میں بھی بڑے ہوکر شادی کرنے کے بعد طلاق کا رجحان عام بچوں سے زیادہ ہوتا ہے کیونکہ بچے اپنے والدین کے رویئے کو کاپی کرتے ہیں۔ **(1)**

واقعہ یہ ہے کہ طلاق سے نہ عورتوں کو فائدہ ہوتا ہے نہ مردوں کو اور نہ ہی ماں باپ کی طلاق کے بعد اُن کے بچوں کو۔ طلاق سے صرف اور صرف شیطان کو فائدہ

---

1) Waite, Linda and Gallagher, Marrie (2000) The Case for Marriage: Whey Married People are Happier, Healthier, and Better Off Financially. New York, Doubleday.

ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق:

''ابلیس (شیطان) سمندروں پر اپنا تخت لگاتا ہے اور ہر شیطان اُسے پورے دن کی کارروائی سناتا ہے اور ابلیس اُسے کہتا ہے: ''تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا۔'' اتنے میں ایک شیطان اُسے آ کر بتاتا ہے کہ ''میں نے دو میاں بیوی کے درمیان جھگڑا ڈال کر دونوں میں طلاق دلوادی ہے۔ یہ سنتے ہی ابلیس اُٹھ کر اُس شیطان کو گلے لگالیتا ہے اور سب کو بتاتا ہے کہ اِس نے بڑا کام کیا ہے۔ (صحیح مسلم)

چنانچہ شادی شدہ زندگی اور شادی کا بندھن، مردوں، عورتوں اور آنے والی نسلوں کی بقا کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ اسی لئے سورہ الروم میں میاں بیوی کے تعلق کو اللہ کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

گھروں کو ٹوٹنے سے کیسے بچایا جائے؟

طلاق سے بچنے کے لیے میاں بیوی کے ایک دوسرے سے ازدواجی زندگی میں مسلسل رابطے کی بہت ضرورت ہے اور اِس رابطے سے مراد فیس بک والا رابطہ نہیں بلکہ بالمشافہ رابطہ اور معاملات کا آپس میں "Share" کرنا۔ اگر میاں بیوی دونوں ہی ایک آنکھ والے میڈیا میں غرق ہوں گے تو اُن کا آپس میں رابطہ کیسے ہوگا؟ امریکہ کی ہارورڈ یونیورسٹی کا ماہر عمرانیات رابرٹ پٹنم (Robert Putnam, Ph.D.) اس سلسلے میں لکھتا ہے:

"Time diaries show that husbands and wives spend three or four times as much time watching television together as they spend talking to each other.... Moreover, as the number of TV sets per household multiplies, even watching together

becomes rarer."

''لوگوں کے گھروں کے معمولات کی ڈائریوں کا مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ گھروں میں
خاوند حضرات اور اُن کی بیویاں آپس میں گفتگو کرنے میں جتنا وقت لگاتے ہیں
اُس سے چار گنا زیادہ وقت ٹی وی دیکھنے میں صرف کرتے ہیں.....مزید برآں،
جب سے گھروں میں ایک سے زیادہ ٹی وی آئے ہیں تو اب حال یہ ہے کہ ساتھ
بیٹھ کر ٹی وی بھی نہیں دیکھا جاتا۔'' **(1)**

مزید یہ کہ ٹی وی بُری چیز سہی لیکن ٹی وی کی صورت میں میاں بیوی کا کم از کم ساتھ بیٹھنا تو ہوتا تھا لیکن کمپیوٹر اور انٹرنیٹ تو ایسے ظالم ہیں اور انسان کو اپنے سحر میں ایسا جکڑتے ہیں کہ کمپیوٹر یا انٹرنیٹ سرفنگ یا چیٹنگ کے سامنے بیٹھ کر نہ خاوند کو کمرے میں موجود اپنی بیوی کی خبر ہوتی ہے اور نہ ہی فیس بک کے سامنے بیٹھ کر اپنی سہیلیوں کے ساتھ اپنی تصویریں share کرتے ہوئے بیوی کو اپنے خاوند کی کوئی پرواہ ہوتی ہے۔الغرض کہ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ آجانے کے بعد خاوند حضرات اور اُن کی بیویوں کی آپس کی حالت وہ ہوچکی ہے جس کے متعلق قرآن نے کہا ہے:

﴿ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴾ (سورہ الروم:32)
(ہر گروہ کے پاس جو کچھ ہے اُسی میں وہ مگن ہے۔)

جب میاں بیوی کے درمیان گفتگو اور خیالات کا تبادلہ اتنا کم ہوگا تو شیطان کے لیے بڑا آسان ہے کہ دونوں کے درمیان غلط فہمی کے بیج بو ڈالے۔ یہی تو وجہ ہے کہ جیسے جیسے مسلمانوں میں ایک آنکھ والے میڈیا کے آلات عام ہوئے ہیں، اُسی رفتار

1) Putnam, Robert D. (2000) Bowling Alone: The Collapse and Revival of American Community. New York, Simon & Schuster.

سے مسلمانوں میں طلاقوں سے گھر ٹوٹنے کی شرح بڑھی ہے۔

خاتون محقق لنڈا ویٹ (Linda Waite) کے مطابق لوگوں میں عام طور پر یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ میاں بیوی کے روزانہ کے جھگڑے سے بچوں کی شخصیت پر بُرا اثر پڑتا ہے، اس لئے اُن میاں بیوی کو طلاق کے ذریعے علیحدہ ہو جانا چاہیے۔ لنڈا ویٹ کے مطابق یہ بات اکثر حالات میں صحیح نہیں ہوتی۔ بچوں کو اپنے والدین کی طلاق سے اطمینان صرف اُسی صورت میں ملتا ہے جب میاں اور بیوی میں شدید ترین حد تک اختلافات ہوں اور ہر مرتبہ نوبت مار کٹائی تک پہنچ جاتی ہو۔ اکثر اوقات تو میاں بیوی میں فساد کا سب سے بڑا سبب مرد کے گھر والے (سسرال والے) یا عورت کے گھر والے (میکے والے) ہوتے ہیں۔ اُن میں سے ہر کوئی اُس مرد اور عورت کے معاملات میں اپنی رائے دینے کی کوشش کرتا ہے، چنانچہ جتنے منہ اُتنی باتیں۔ اصل میں اکثر اوقات لوگ ایک بنیادی بات بھول جاتے ہیں۔ وہ یہ کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ شادی مرد عورت کی نہیں بلکہ لڑکے کے گھر والوں اور لڑکی کے گھر والوں کی آپس میں ہوئی ہے، نہیں یہ غلط ہے کیونکہ اتنے سارے لوگوں کی آپس میں شادی کیسے ممکن ہے، مولوی صاحب نے نکاح تو صرف اُس مرد اور عورت کا پڑھا تھا۔ سچی بات یہ ہے کہ شادی تو مرد اور عورت کی ہوئی ہوتی ہے اس لیے دونوں سائڈوں کے سسرال کو چاہیے کہ میاں بیوی کے ذاتی معاملات میں زیادہ ٹانگیں اڑانے سے باز رہیں اور اللہ کا تقویٰ اختیار کریں، تقویٰ بیٹھ کے ذکر و ظیفے کرنے، قرآن کے ختم کروانے اور شب برات کے موقع پر پوری رات جاگ کر عبادت کرنے (اور پھر فجر سے کچھ پہلے تھک کر سوجانے) کا نام نہیں بلکہ تقویٰ دراصل حقوق العباد میں اللہ سے ڈرنے کا نام ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

مِنْ حُسْنِ الْإِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَالَايَعْنِيْه (ترمذی)

[امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے]

"آدمی کے اسلام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جن معاملات سے

اُس کا تعلق نہ ہو اُن کو وہ چھوڑ دے۔''

شکر کا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اپنے سے کم لوگوں کی طرف دیکھنا۔ ایک سائنسی تجزیہ

میاں بیوی کے تعلقات میں دراڑ ڈالنے والی ایک اہم چیز معاشی حالات اور معاشرے میں اونچے سٹیٹس کی خواہش ہوتی ہے۔ معاشرے میں دوسرے لوگوں سے متاثر (Impress) ہو کر اپنا معیارِ زندگی بلند کرنے کی بیماری اتنی بری ہے کہ انسان کے ساتھ اس کی قبر تک جا کر دم لیتی ہے:

أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ٥ حَتَّى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ٥

''تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اور ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دُھن (obsession) نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم قبر تک پہنچ جاتے ہو۔''

(سورہ التکاثر: 1،2)

پھر یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح مردوں کے دلوں میں عورتوں اور بچوں کی محبت رکھی ہے تو اُس نے عورتوں کے دلوں میں دنیا کی دولت اور زیبائش کی محبت رکھی ہے، اسی لیے سورہ التغابن میں بطورِ وارننگ کے اللہ تعالیٰ نے مردوں سے فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا لَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ وَإِن تَعْفُوا وَتَصْفَحُوا وَتَغْفِرُوا فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ٥ (سورہ التغابن:14)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو، تمہاری بیویوں اور تمہاری اولاد میں سے بعض تمہارے دشمن ہیں اُن سے ہوشیار رہو۔ اور اگر تم عفو و درگزر سے کام لو

اور معاف کردو تو اللہ غفور اور رحیم ہے۔"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو خبردار کردیا ہے کہ اللہ کی اطاعت پر وہ کسی کو مقدم نہ رکھے۔ یقیناً کسی بھی معاشرے میں شیخی مارنے والے اور اپنے اونچے مالی سٹیٹس کا دکھلاوا کرنے والے لوگوں کی کمی نہیں ہوتی۔ ایسے لوگوں کے گھر میں جب ایک مومن اور اُس کے بیوی بچوں کا آنا جانا ہوتا ہے تو بالخصوص بیوی اور بچوں میں اُن امیر لوگوں کا رہن سہن دیکھ کر بے چینی پیدا ہوتی ہے اور اُن کا حال وہ ہو جاتا ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں لوگوں کا قارون کا ٹھاٹھ باٹھ دیکھ کر ہوا تھا جس کے متعلق قرآن میں بیان ہوا ہے:

فَخَرَجَ عَلَى قَوْمِهِ فِيْ زِيْنَتِهِ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُونَ الْحَيَاةَ الدُّنيَا يَا لَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَا أُوتِيَ قَارُونُ إِنَّهُ لَذُو حَظٍّ عَظِيْمٍ ٥ وَقَالَ الَّذِيْنَ أُوتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللهِ خَيْرٌ لِّمَنْ آمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا وَلَا يُلَقَّاهَا إِلَّا الصَّابِرُوْنَ ٥ (سورہ القصص: 79, 80)

"ایک روز قارون اپنی قوم کے سامنے اپنے پورے ٹھاٹھ میں نکلا۔ جو لوگ حیاتِ دنیا کے طالب (status lovers) تھے وہ اُسے دیکھ کر کہنے لگے 'کاش ہمیں بھی وہی کچھ ملتا جو قارون کو دیا گیا ہے، یہ تو بڑا **خوش قسمت** (lucky) ہے'۔ مگر جو لوگ (اسلامی) علم رکھنے والے تھے وہ کہنے لگے کہ یہ کون سی چیز ہے جس کے لئے حسرت کر رہے ہو؟ افسوس تمھارے حال پر، اصل نعمت تو اللہ تعالیٰ کا وہ بدلہ ہے جو صالحوں کو اُن کے اعمال کا ملتا ہے۔ اور خدا کے مومن اور صالح بندوں کے لئے وہی سب سے بڑی چیز ہے۔"

چنانچہ پہلے بیوی اپنے خاوند سے اپنے گھر میں ہر اُس چیز کا مطالبہ کرتی ہے جو اُس نے اپنی اُونچے سٹیٹس والی امیر سہیلی کے گھر میں دیکھی ہوتی ہے۔ اب اگر خاوند کے وسائل

اتنے نہیں اور وہ اپنی بیوی کے دباؤ میں آ گیا تو پھر وہ پیسہ کمانے کے حرام طریقے مثلاً رشوت وغیرہ لینا شروع کر دیتا ہے اور اپنے بیوی بچوں کے لیے آگ کا بندوبست کر دیتا ہے۔ اگر خاوند مذہبی ہے اور اللہ کا خوف کرنے والا ہے تو وہ حرام کی کمائی سے انکار کرتا ہے لیکن میاں بیوی میں مسلسل فساد شروع ہو جاتا ہے۔ اِس کا بہترین علاج یہ ہے کہ مومنین کو چاہیے کہ معاشرے میں اپنے سے غریب لوگوں سے تعلقات رکھیں، امیر لوگوں سے نہیں۔ اگر آپ کے بعض رشتہ دار نہایت امیر ہیں اور اپنی امیری کی شیخی بھی مارتے رہتے ہیں تو ایسے امیر رشتہ داروں سے ملنا جلنا کم کر دیں، اگر یہ بھی ممکن نہ ہو تو آپ اپنی بیوی بچوں کو لیکر کسی دوسرے محلے یا شہر یا قصبے میں ہجرت کر جائیں جہاں صالحین ہوں اور آپ ہی کی معاشرتی کلاس کے لوگ ہوں۔

بہرحال اِس ضمن میں مغربی سائنسدان ہاک ملر (Hakmiller) نے 1966ء میں یہ تھیوری پیش کی تھی کہ معاشرے کے غریب طبقے سے اپنے معاشی حالات کا وقتاً فوقتاً موازنہ کرنے سے انسان کو کشتی کی سلامتی کا احساس ہوتا رہتا ہے۔ پھر 1981ء میں مغربی سائنسدان ولس (Willis) نے معاشرے میں اپنے سے نیچے والوں کو دیکھنے کی تھیوری (Downward Social Comparison Theory) پیش کی جس میں اُس نے ثابت کیا کہ جو لوگ اپنے معاشرتی یا معاشی حالات کی وجہ سے ڈپریشن کا شکار ہوتے ہیں، وہ اپنے سے کم زیادہ بری حالت میں موجود لوگوں (مثلاً بیمار لوگ یا غریب لوگ) کو دیکھ کر اپنے دل میں سکون محسوس کریں گے۔ یہ اُن کے ڈپریشن کا بہترین علاج ہے۔

پھر ہالینڈ کی یونیورسٹی آف ایمسٹرڈیم (University of Amsterdam) کے محقق کارٹن ڈے ڈریو (Karten De Dreu) اور وہاں کی یونیورسٹی آف گرونجن (University of Groningen) کے دو سائنسدان برام بنک

(Bram Buunk)اور فرینس اولڈرزما(Frans Oldersma)نے اپنی تحقیق میں ثابت کیا معاشرے میں اپنے سے نیچے درجے پر موجود لوگوں کو دیکھنے سے میاں بیوی کے تعلقات کو مضبوط بنانے میں مدد ملتی ہے۔ اُن کی یہ تحقیق Journal of Experimental Social Psychology کے 2001ء کے شمارے میں شائع ہوئی۔ یہ تجربات اُن سائنسدانوں نے جدید سائنسی تجرباتی طریقے (Scientific Method) کو استعمال کرتے ہوئے کیے۔ اِس تحقیق میں شامل رضاکاروں کی عمریں 18 سے 28 برس کے درمیان تھیں اور اُن میں عورتیں مرد سب شامل تھے۔ یہ تجربات سروے اور سوالات پر مبنی تھے اور اُن کے جوابات کا سائنسی تجزیہ کیا گیا۔ اس تحقیق میں ٹوٹل 78 شادی شدہ جوڑے شامل تھے۔ اِس ریسرچ سے سائنسدانوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ اگر میاں بیوی اپنے آپس کے تعلقات سے خوش نہیں ہیں تو اگر وہ معاشرے میں اپنے سے زیادہ برے حالوں میں لوگوں کو دیکھتے ہیں تو وہ میاں بیوی اپنے آپس کے تعلقات کے متعلق پہلے سے زیادہ مطمئن محسوس کرتے ہیں۔ ڈچ سائنسدان برام بنک اور اُس کے ساتھیوں نے اس تحقیق کا نتیجہ نکالتے ہوئے لکھا:

"The current series of experiments clearly suggest that downward comparison can have beneficial effects on the evaluation of one's [marital] relationship." **(1)**

''اِن تجربات کے نتائج سے واضح طور پر یہ پتہ چلتا ہے کہ اپنے سے کم درجے کے لوگوں سے اپنا موازنہ کرنے کے میاں بیوی کے آپس کے تعلقات پر اچھے اثرات

---

1) Buunk, Bram P., Oldersma, FransL., & De Dreu, K.W. (2001). Enhancing satisfaction through downward comparison: the role of relational discontent and individual differences in social comparison orientation. Journal of Experimental Social Psychology, 37, 1-16.

مرتب ہوتے ہیں۔"

اِن تحقیقات کی روشنی میں ہمیں رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ نصیحت بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے جو آپ نے حدیث میں فرمائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اُنْظُرُوْ اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَاَجْدَرُ اَنْ لَاتَزْ دَرُوْا نِعْمَةَ اللهِ عَلَيْكُمْ (صحیح مسلم)

"ان لوگوں کی طرف دیکھو جو تمہارے سے کم ہیں (جن کے پاس تمہارے مقابلے میں اللہ کی نعمتیں کم ہیں) اور اُن کی طرف نہ دیکھو جو تمہارے سے بہتر حالات میں ہیں۔ اس طرح کرنے سے تم اللہ کی نعمتوں کی ناقدری کرنے سے رُکے رہو گے۔"

چنانچہ اگر ہم اپنی ازدواجی زندگی میں سکون چاہتے ہیں تو میاں اور بیوی دونوں کو ایسے لوگوں سے رابطہ زیادہ رکھنا چاہیے جن کے پاس اللہ کی نعمتیں کم ہیں لیکن پھر بھی وہ اللہ کو ہردم یاد رکھتے ہیں اور اُس کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ بیوی کو چاہیے کہ اِس بات پر نظر رکھے کہ اُس کا خاوند، بے دین لوگوں یا بہت دنیادار لوگوں یا رات بھر بیٹھ کر تاش کھیلنے اور سگریٹ پینے والے لوگوں سے دوستی نہ رکھے کیونکہ خربوزہ کبھی نہ کبھی خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑ ہی لیتا ہے۔ مردوں کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی بیویوں کو نصیحت کریں کہ وہ منافق قسم کی خواتین یا نئے نئے فیشن کر کے نامحرم مردوں کو اپنا آپ دکھانے والی خواتین یا اپنی امیری کی شیخی مارنے والی خواتین کو سہیلیاں مت بنائیں کیونکہ کچھ لوگ دینِ اسلام سے اتنے دور ہوتے ہیں کہ اُن سے دوستی ہی انسان کو بہت جلد فائیو سٹار کافر (Five Star Kaafir) بنا ڈالتی ہے۔ الغرض مردوں اور عورتوں

کو ایسے لوگوں کی صحبت میں رہنا چاہیے جن کے متعلق قرآن نے ہمیں دجالی دور کا مقابلہ کرنے والی سورت یعنی سورہ الکہف میں بیان کیا ہے:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُونَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَن ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَكَانَ أَمْرُهُ فُرُطًاo (سورہ الکہف:28)

''اور اپنے دل کو اُن لوگوں کی معیت (ساتھ) پر مطمئن کرو جو اپنے رب کی رضا کے طلب گار بن کر صبح و شام اُسے پکارتے ہیں اور اُن سے (اُن کی غربت کی وجہ سے) ہرگز نگاہ نہ پھیرو کیا تم دنیا کی زینت اور چمک دمک پسند کرتے ہو؟ کسی ایسے شخص کی اطاعت نہ کرو جس کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے اور جس نے اپنی خواہشِ نفس کی پیروی اختیار کر لی ہے اور جس کا طریق کار افراط وتفریط (بےاعتدالیوں) پر مبنی ہے۔''

شادیوں کو کامیاب بنانے میں خواتین کی برتری

سائنسی تحقیقات نے یہ ثابت کیا ہے کہ عورتوں کے دماغوں میں جذبات سے متعلق دماغی حصوں (emotional centers in the brain) کا آپس میں بہتر رابطہ ہوتا ہے بہ نسبت مردوں کے دماغوں کے۔ چنانچہ یہ بات حیران کن نہیں ہے کہ عورتیں، مردوں کے مقابلے میں جذباتی لحاظ سے زیادہ ذہین (emotionally intelligent) ہوتی ہیں اور عورتیں اپنی اِس صلاحیت کو اپنی شادی کو ٹوٹنے سے بچانے کے لیے بہت عمدہ طریقے

سے استعمال کرتی ہیں۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اِس معاملے میں یعنی فیملی کو بچانے اور متحد رکھنے میں سب سے زیادہ کریڈٹ عورت کو جاتا ہے۔ برطانیہ کی خاتون سائنسدان ڈاکٹر این موئر (Dr. Anne Moir) لکھتی ہیں:

''یہ حقیقت کہ شادی پوری دنیا کے انسانوں میں ایک معمول ہے حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ مردانہ دماغ ایسی بندش پسند نہیں کرتا، یہ چیز بذات خود زنانہ دماغ (Female Brain) کی فتح کی خبر دیتی ہے اور دیتی رہے گی۔ مردوں کی آزاد شہوت رانی پر فی الحقیقت یہ عورت کی طاقت کی واضح فتح اور کنٹرول ہے...... اکثر شادیوں کی کامیابی کا سہرا عورتوں کی اعلیٰ سوشل حکمتِ عملی (Superior Social Diplomacy) کے سر جاتا ہے۔ شاید پوری دنیا میں اِس سے بھی زیادہ شادیاں کامیاب ہوتیں اگر مرد حضرات کم از کم عورتوں سے ایک یہی خوبی سیکھ لیتے۔'' (1)

عورتوں میں کسی کے بن بولے (non-verbal) برتاؤ کو سمجھنے کی اعلیٰ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ سائنسی تحقیقات بتاتی ہیں کہ اپنے بچپن سے ہی عورتوں کے اندر مردوں کے مقابلے میں کسی کے چہرے کے تاثرات (Facial Expressions) کو پڑھنے کی بے پناہ صلاحیت پائی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ اپنے خاوند کے چہرے کے تاثرات کو فوراً پڑھ سکتی ہیں جبکہ مرد حضرات اِس معاملے میں اکثر بہت کورے ہوتے ہیں۔ (2)

---

1) Moir, Anne & Jessel, David (1991). Brain Sex: The Real Difference between Men & Women. New York, Carol Publishing Group.

2) Boyatzis, Chris, Chazan, E. & Ting, C.Z. (1993). "Preschool children's decoding of facial emotions." Journal of Genetic Psychology 154: 375-382.

شادی اور خاندان کو ٹوٹنے سے بچانے میں عورت کے زنانہ وجدان (Woman's Intuition)، اپنے خاوند کی شخصیت کا تجزیہ اورعورت کی صلح پسند فطرت (Pacifist Nature) کو بڑا دخل ہوتا ہے۔یہ خوبیاں عورت کواللہ تعالٰی نے عطا فرمائی ہیں اور جس قوم کی عورتوں نے اِن نعمتوں کی قدر نہ کی اُس قوم کا خورشید بہت جلد غروب ہوگیا۔

مغربی معاشرے میں جب ماؤں نے گھروں کوچھوڑ کر کیریئر کی زندگی کی تلاش میں آفس یا فیکٹری یا کمپنیوں کا رُخ کیاتو معاشرہ گھر کی مالکن سے محروم ہوگیا۔بچوں کی پرورش ایک بوجھ بن گیا۔سابق روسی لیڈر میخائیل گورباچوف (Mikhail Gorbachev) نے 1987ء میں طبع ہونے والی اپنی کتاب "Perestroika: New Thinking for Our Country and the World" میں مغربی معاشرے کی اِس ''مخلصانہ کوشش'' پر روشنی ڈالی ہے کہ ہرمیدان میں جب عورت کومرد کے برابر کردیا جائے تو اُس کا کیا انجام ہوتا ہے؟ وہ لکھتے ہیں:

> ''اب خواتین کے پاس اتناوقت نہیں کہ وہ گھر کی روزمرہ کی ذمہ داریاں ادا کرسکیں۔یعنی گھر کا کام، بچوں کی پرورش اور فیملی کاماحول پیدا کرنا۔ہم نے یہ دریافت کیاہے کہ ہماری مشکلات یعنی بچوں اورنوجوانوں کا رویہ، ہماری اخلاقیات ،کلچراور ہماری پیداوار میں کمی، اِن سب مشکلات کی ایک وجہ خاندانی رشتوں کا کمزور ہونا اور خاندانی ذمہ داریاں نبھانے میں سستی کرنا ہے۔''

اُس کے بعد صدر گورباچوف ایک سوال پوچھتے ہیں:

1) Gorbachev, Mikhail (1988). Perestroika: New Thinking for Our Country and the World. New York, Harper & Row

"What should we do to make it possible for women to return to their purely womanly mission?" **(1)**

''ہم اِس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں تا کہ ہم یہ ممکن بنا سکیں کہ ہماری خواتین خالص عورت کے مشن کی طرف واپس آسکیں؟''

اسلام نے صدر گورباچوف کے پوچھے ہوئے سوال کا جواب بلکہ پوری مغربی سوسائٹی کے مسئلے کا حل بہت پہلے پیش کر دیا تھا۔ اسلام نے عورت کے مقام کو بلند کیا لیکن مرد اور عورت کو مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔خواتین کے لیئے سب سے اہم اور مقدس ذمہ داری بچوں کی پرورش اور فیملی کی دیکھ بھال ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں نبی کریم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عَلَيْكُنَّ بِالْبَيْتِ فَاِنَّهٗ جِهَادُكُنَّ (مسند احمد) **(1)**

(اے خواتین! تم گھروں میں رہو کیونکہ امور خانہ داری انجام دینا ہی تمھارا جہاد ہے)

ہم یہ جانتے ہیں کہ جہاد اسلامی عبادات میں سب سے اونچی عبادت ہے جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

رَأْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ، وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَ ذِرْوَةُ سِنَامِهِ الْجِهَاد۔

(ترمذی) **(2)**

''معاملے کا سر اسلام ہے اور اسکا ستون نماز ہے اور اسکے کوہان کی چوٹی اللہ کے راستے میں جہاد ہے۔''

---

1) مسند احمد، حدیث نمبر 23837 ۔ عیون الاخبار، جلد 4، صفحہ 78

2) اخرجه الإمام احمد و الترمذی باسناد صحيح عن معاذ بن جبل

گھر میں عورت کے امورِ خانہ داری کو جہاد کے برابر قرار دینا دراصل اس کو اسلامی عبادات میں سب سے اونچا مقام دینا ہے۔ گھر میں ماں کا کوئی متبادل نہیں۔ یہ ماں ہی ہے جو خاندان کو جوڑتی ہے۔ ایک جوان مرد وہی ہوتا ہے جس طرح اس کی ماں نے بچپن میں اسے تیار کیا ہوتا ہے۔ خواتین کی فطرت میں پرورش کرنے کی صفت ہوتی ہے۔ حقوقِ نسواں کی حامی خاتون مصنف کیرول گیلی گین (Carol Gilligan) اپنی کتاب "In a Different Voice" میں رقمطراز ہے:

"Women not only define themselves in a context of human relationship but also judge themselves in terms of their ability to care." **(1)**

''خواتین اپنے ہی متعلق رائے قائم کرنے میں نہ صرف انسانی رشتوں کے حوالے سے انحصار کرتی ہیں بلکہ اس بات پر بھی کہ کس حد تک کسی کا خیال رکھ سکتی ہیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ماں کے مقام کو تمام انسانی رشتوں میں سب سے اونچا درجہ دیا۔ ماں کا ''رحم'' (womb) ہمارے عالمِ اَرواح سے اِس دنیا تک کے سفر کا درمیانی مقام ہوتا ہے۔ حدیث کے مطابق رحمِ مادر کا لفظ (womb of mother) اللہ کی صفت رحمٰن اور رحیم سے مشتق ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''میں رحمٰن ہوں اور میں نے رحم (womb) کو پیدا کیا ہے اور اس کے لیے اپنے نام سے اُسے مشتق کر دیا۔ جو اسے جوڑے گا میں اسے جوڑوں گا اور جو اسے توڑے گا میں اسے توڑوں گا۔'' (الادب المفرد۔ باب حقوق الوالدین)

[الادب المفرد۔ باب حقوق الوالدین از امام اسمٰعیل بخاریؒ، دارالاشاعت، کراچی]

الغرضیکہ، مردوں کی شخصیت کے بعض گوشوں میں جو خلا ہوتے ہیں انھیں صرف ایک

---

1) Gilligan, Carol (1993). In a Different Voice. Cambridge (Mass.), Harvard University Press.

دانش مند بیوی ہی پُر کرسکتی ہے کیونکہ انسانی شخصیت کے بعض پہلو ایسے ہوتے ہیں جن میں خواتین واضح طور پر مردوں سے بہتر (superior) اور برتر (advanced) ہوتی ہیں۔ برطانوی خاتون سائنسدان این موئر اِس سلسلے میں رقم طراز ہیں:

''تمام مسائل کے باوجود شادیاں کامیاب ہو جاتی ہیں، یہ صرف اِس لئے نہیں ہوتا کہ خواتین فرمانبردار رہتی ہیں اور اپنے جابر خاوند کو برداشت کرتی ہیں بلکہ شادیاں عورتوں کی قدرتی سماجی صلاحیتوں کی وجہ سے کامیاب ہوتی ہیں جسے سماجی ذہانت (social intelligence) کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے شادی کے اِس رشتے کو عورت، مرد سے زیادہ بہتر انداز میں نبھاتی ہے۔عورت، مرد کے مقابلے میں انسانی رویے کی زیادہ مہارت کے ساتھ پیشین گوئی کرسکتی ہے اور سمجھ سکتی ہے۔وہ زبان اور عمل کے پیچھے کارفرما محرک کو نسبتاً جلدی بھانپ لیتی ہے۔ پس اگر مرد بحری جہاز کا انجن ہے تو عورت اُس جہاز کا چپّوار (سٹیرنگ) ہے بلکہ عورت تو اُس بحری جہاز کی جہاز ران (captain) بھی ہے کیونکہ صرف اُسی کے پاس نقشہ (travel map) ہے اور جانتی ہے کہ سمندر میں کہاں کہاں چٹانیں ہیں (جن سے بحری جہاز کو بچانا ہے)......شادیاں اُس وقت ناکام ہوتی ہیں جب مرد اور عورتیں ایک دوسرے کی شخصیت میں موجود فرق (gender differences) کو قبول نہیں کرتے بلکہ اُس فرق سے نفرت کرنا شروع کردیتے ہیں (مثلاً عورتیں، مردوں کی طرح کیریئر کے میدان میں کود پڑتی ہیں یا مرد عورتوں کی طرح گھر بیٹھنے کو ترجیح دینا شروع کردیتے ہیں اور گھر کی باہر کی ذمہ داریوں سے جان چھڑاتے ہیں وغیرہ)'' **(1)**

---

1) Moir, Anne & Jessel, David (1991). Brain Sex: The Real Difference between Men & Women. New York, Carol Publishing Group.

المختصر یہ کہ شادیاں کامیاب بنانے میں سب سے زیادہ دخل بیوی کی قربانیوں کا ہوتا ہےاور اسی کے حوصلے کا کمال ہوتا ہے۔بقول شاعر:

ے یہ تمہاری کج ادائیاں کوئی اور سہہ کر دکھائے تو
یہ جو ہم میں تم میں نباہ ہے میرے حوصلے کا کمال ہے

دعوت دین کے مشن میں نیک بیوی کی اہمیت

اگر انسان کوئی بھی عظیم کام کرنا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ نیک بیوی کا انتخاب کرے۔ جو نوجوان دعوت دین کا کام کر رہے ہوتے ہیں انھیں تو بالخصوص اِس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ بیوی کے انتخاب میں سب سے زیادہ مذہب کو اہمیت دیں۔حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَلدُّنْیَا مَتَاعٌ وَخَیرُ مَتَاعُھَا الْمَرْأَۃُ الصَّالِحَۃِ (صحیح مسلم، کتاب النکاح)

''پوری دنیا بس وقتی نفع پہنچانے والی چیز ہےاور دنیا کی نفع بخش چیزوں میں سب سے بہترین نیک بیوی ہے۔''

ایک اور حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تُنْکَحُ الْمَرْأَۃُ لِاَرْبَعٍ: لِمَا لِھَا وَلِحَسَبِھَا وَلِجَمَالِھَا وَلِدِیْنِھَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّینِ تَرِبَتْ یَدَاکَ.(بخاری، مسلم)

''عورت میں سے شادی کرنے سے پہلے چار چیزیں دیکھی جاتی ہیں: اُس کی دولت، اُس کا خاندان، اُس کی خوبصورتی اور مذہب پر اُس کا عمل۔

پس تم سب سے زیادہ اہمیت عورت کے مذہبی ہونے کو دو۔''

لیکن افسوس کہ آج لڑکے والے کسی بھی لڑکی سے رشتہ کرتے ہوئے لڑکی میں سب کچھ دیکھتے ہیں سوائے مذہب کے۔ ہائے افسوس کہ بُت پرست ہندوؤں کی تہذیب کے زیرِ اثر یا اُن کی فلمیں مسلسل دیکھ کر مسلمانوں میں یہ مثل مشہور ہوگئی ہے: ''بیوی کا خاوند کے دل میں جگہ بنانے کا راستہ معدے کے ذریعے جاتا ہے۔'' کاش اِس خالص ہندوانہ ضرب المثل کی جگہ یہ مثل ہوتی: ''بیوی کا خاوند کے دل میں جگہ بنانے کا راستہ بیوی کی دینداری اور تقویٰ کے ذریعے جاتا ہے۔''

لیکن یہ مثل کیسے بنے جبکہ خاوند صاحب بذاتِ خود ایسے بے دین اور مذہب بیزار کہ نہ ظاہر میں تقویٰ (نہ نماز روزہ نہ اسلامی لباس اور پھر کلین شیو چہرہ) اور نہ ہی باطن میں دین کی کوئی محبت۔ اور پھر لڑکے کی ماں بھی خالص ہندوانہ تہذیب کی پیداوار کہ لڑکا چاہے لاکھ کہتا رہے کہ ''اماں کوئی مذہبی لڑکی میرے لیے ڈھونڈو'' لیکن ماں کو ایک ہی دُھن سوار ہوتی ہے کہ لڑکی خوبصورت ہو ''لِـجَـمَـالِهَا''، لڑکی اُونچی کلاس (gentry class) سے ہو ''لِحَسَبِهَا'' یا پھر لڑکی جاب کرتی ہو ''لِمَالِهَا''۔ ماں صاحبہ کی نگاہ میں لڑکی کے مذہبی ہونے (لِـدِيْـنِهَا) کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ پھر جب ماڈرن بہو گھر آجاتی ہے تو تقویٰ اور خدا خوفی کی کمی کی وجہ سے (کہ خدا خوفی تو مذہب سکھاتا ہے) جب ماڈرن بہو اپنی ساس کو آنکھیں دکھانا شروع کرتی ہے تو اَب ساس صاحبہ ہر محفل میں بیٹھی اُس بہو کی غیبت کر رہی ہوتی ہیں، چاہے وہ بہو اعلیٰ تعلیم یافتہ ہی کیوں نہ ہو لیکن ساس صاحبہ کی نگاہ میں اب وہ سب سے زیادہ غیر پسندیدہ شخصیت بن چکی ہوتی ہے۔ حالانکہ یہ مصیبت ساس صاحبہ پر اُن کی اپنی دینِ اسلام سے غفلت کی وجہ سے آتی

ہے جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ۝

(سورہ الشوریٰ:30)

''تم پر جو مصیبت بھی آتی ہے، تمھارے اپنے ہاتھوں کی کمائی سے آتی ہے، اور بہت سے قصوروں سے اللہ تعالیٰ ویسے ہی درگزر کرجاتا ہے۔''

اگر اُن ساس صاحبہ نے اپنے بیٹے کی تعلیم و تربیت خالص اسلامی بنیادوں پر کی ہوتی تو شاید یہ نوبت نہ آتی یا اگر وہ ساس صاحبہ اسلام اور مذہبیت کو لڑکی کے انتخاب کا معیار بناتیں تو اُن کی بہو صاحبہ محض خدا خوفی کی خاطر ہی ساس صاحبہ سے اچھی طرح پیش آتیں۔

بہرحال مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ اگر اُن کے والدین اسلام سے رغبت نہیں رکھتے یا اُن کے والدین اسلام کو کوئی اہمیت نہیں دیتے مگر بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ''بیٹا آج کے دور میں ہم مذہبی لڑکی تیرے لیے کہاں سے ڈھونڈیں؟'' تو ایسی صورت میں مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنے والدین کے سامنے ڈٹ جائیں اور اُنھیں صاف لفظوں میں بتائیں کہ اُنھوں نے صرف مذہبی لڑکی سے ہی شادی کرنی ہے۔ اسی طرح لڑکیوں کو بھی چاہیے کہ اپنے والدین سے بھرپور مطالبہ کریں کہ اُن کے والدین اپنے داماد کے انتخاب میں مذہب اور تقویٰ کو خاص اہمیت دیں (صرف پیسے کو ہی نہ دیکھیں)۔ حدیث میں مسلمان والدین کو درج ذیل الفاظ میں خاص طور پر تنبیہ (warning) دی گئی ہے:

اِذَا اَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهُ وَخُلُقَهُ فَأَنْكِحُوْهُ، اِنْ لَا تَفْعَلُوْا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ (ترمذی)

''جب تمھارے پاس (تمہاری بیٹی کے لیے) ایسے لڑکے کا رشتہ آئے جس کی دینداری اور اخلاق تمہارے لئے قابلِ اطمینان ہو تو تم اپنی لڑکی کا رشتہ اُس کو دیدو۔ اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین پر فتنہ اور بڑا فساد پھیل جائے گا۔''

[امام ترمذی نے اِس حدیث کو حسن کا درجہ دیا ہے۔ شیخ البانی نے ارواء الغلیل (حدیث نمبر 1868) میں اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔ اسی طرح شیخ ابن باز نے مجموع فتاویٰ ابنِ باز (3/10) میں اس حدیث کی سند کو حسن کا درجہ دیا ہے۔]

نیک بیوی کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے ہی لگایا جا سکتا ہے کہ یہ چیز دیکھنے میں آئی ہے کہ جس رسول کی بیوی اُس پر ایمان نہ لائی اُس رسول کے مشن کو دنیاوی نکتہ نگاہ سے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ اِس کے برعکس جس نبی اور رسول کی بیوی نے اُس کے مشن میں اُس کا ساتھ دیا اُس رسول کے مشن کو عالیشان کامیابی حاصل ہوئی۔ ہم جانتے ہیں کہ اِس دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر گزرے ہیں۔ اُن میں سے 313 رسول تھے جبکہ باقی سب نبی۔ علامہ شوکانی نے اپنی تفسیر قرآن میں ذکر کیا ہے کہ اُن 313 رسولوں میں سے اُولوالعزم رسول پانچ ہیں: نوح علیہ السلام، ابراھیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ سب اُولوالعزم رسول، اصحابِ شریعت ہیں یعنی نئی شریعت لیکر آئے۔ (فتح القدیر 27/5)

نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی سیکولر اور بے دین بیویاں

اِن عظیم رسولوں میں سے حضرت نوح علیہ السلام باوجودیکہ ایک اولوالعزم رسول تھے اور آپ علیہ السلام نے 950 سال تک دین حق کی تبلیغ کی لیکن اسکے باوجود آپ علیہ السلام پر صرف 80 لوگ ایمان لائے:

وَمَا آمَنَ مَعَهُ اِلَّا قَلِيْلٌ ○ (سورہ ھود:40)

(اور تھوڑے ہی لوگ تھے جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔)

بجائے اِس کے کہ نوح علیہ السلام کی بیوی اُن پر ایمان لاتی، اُن کی ہمت بندھاتی اور احکام خدا کو لوگوں تک پہنچانے میں اُن کی پوری پوری مدد کرتی، وہ نوح علیہ السلام پر ایمان نہ لائی۔ اُس نے کافر اور بے دین قوم کا ساتھ دیا اور اُس پر بدبختی غالب آ گئی۔ وہ ایک دنیا پرست اور ماڈرن عورت تھی۔ نوح علیہ السلام کی بیوی نے مزید کام یہ کیا کہ اپنے بیٹے یام (کنعان) پر اپنا اثر استعمال کیا اور اُس کو بھی بہکا دیا۔ چنانچہ وہ کفر ضلالت کی راہ پر گامزن ہو گیا اور اپنے باپ نوح علیہ السلام کی مخالفت کرنے لگا۔ بالآخر یہ عورت کافروں کے ساتھ طوفان میں غرق ہو گئی۔ اسی طرح حضرت لوط علیہ السلام نبی ہونے کے علاوہ اللہ کے رسول بھی تھے۔ کئی سال تبلیغ کے باوجود حضرت لوط کی بیٹیاں اور صرف گنتی کے چند لوگ اُن پر ایمان لائے۔ حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی بھی اُن کے خلاف اپنی قوم کی مددگار اور اُن کی جاسوس تھی۔ اپنے شوہر کے راز افشار کرنے اور اُن کی دعوت میں رکاوٹ ڈالنے والی تھی۔ بداخلاق اور بگڑی ہوئی فطرت والی تھی۔ وہ ایک سیکولر اور روشن خیال عورت تھی جو معاشرے میں اُونچے سٹیٹس کو ہی سب کچھ سمجھتی تھی۔ بالآخر یہ عورت بھی قوم لوط کے ساتھ اللہ کے عذاب کا شکار ہو گئی۔

قرآن نے حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو خواتین کے لیے بدترین نمونہ قرار دیا ہے کیونکہ اُن دونوں عورتوں کے خاوند، اللہ کے رسول اور دنیا کے سب سے بہترین انسان تھے لیکن اُن عورتوں نے اپنے خاوندوں کی قدر نہ کی۔ قرآن نے اُن دونوں سیکولر اور روشن خیال عورتوں کے متعلق ہمیں درج ذیل

آیات میں بتایا ہے:

ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلاً لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوْا امْرَأَةَ نُوحٍ وَامْرَأَةَ لُوطٍ کَانَتَا تَحْتَ عَبْدَیْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَیْنِ فَخَانَتَاھُمَا فَلَمْ یُغْنِیَا عَنْھُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئاً وَقِیْلَ ادْخُلَا النَّارَ مَعَ الدَّاخِلِیْنَ ٥

(سورہ التحریم:10)

''اللہ تعالیٰ کافروں کے معاملے میں نوحؑ اور لوطؑ کی بیویوں کو بطور مثال پیش کرتا ہے۔ وہ ہمارے دو صالح بندوں کی زوجیت میں تھیں، مگر اُنہوں نے اپنے اُن شوہروں سے خیانت کی اور وہ اللہ کے مقابلہ میں اُن کے کچھ بھی کام نہ آسکے۔ دونوں سے کہہ دیا گیا کہ جاؤ آگ میں جانے والوں کے ساتھ تم بھی چلی جاؤ۔''

یہاں ہم یہ بھی واضح کرتے چلیں کہ بعض مفسرین نے اِس آیت کو سمجھنے میں غلطی کی اور یہ سمجھا کہ اِس آیت میں خیانت سے مراد بدکاری ہے لیکن یہ بات صحیح نہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی نبی کی بیوی کبھی بدکار نہیں رہی ہے۔ ان دونوں عورتوں کی خیانت دراصل دین کے معاملہ میں تھی۔ وہ دونوں سیکولر اور روشن خیال عورتیں تھیں۔ وہ دونوں دنیا سے بے پناہ محبت کرنے والی خواتین تھیں۔ انہوں نے حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کا دین قبول نہیں کیا تھا۔ حضرت نوحؑ کی بیوی اپنی قوم کے جباروں کو ایمان لانے والوں کی خبریں پہنچایا کرتی تھی اور حضرت لوطؑ کی بیوی اپنے شوہر کے ہاں آنے والے لوگوں کی اطلاع اپنی قوم کے بداعمال لوگوں کو دے دیا کرتی تھی''(ابن جریر)

امام ماوردیؒ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کی بیویوں کی خیانت میں چار چیزیں سامنے آتی ہیں ۔

(۱) وہ دونوں کی دونوں کافر تھیں اور اپنے کفر کی وجہ سے خیانت کی مرتکب ہوئیں ۔ یہ سدی کا کہنا ہے!

(۲) وہ دونوں منافق تھیں بظاہر ایمان والی بنی تھیں مگر دلوں میں کفر چھپا رکھا تھا اور یہی اُن کی خیانت تھی ! (یہ ابن عباس کا قول ہے)

(۳) اُن کی خیانت یہ تھی کہ وہ چغل خور تھیں کیونکہ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کو وحی کے ذریعہ کچھ پیغام بھیجا جو اُن عورتوں نے جا کر مشرکین کو بتا دیا ۔ یہ ضحاک کا قول ہے!

(۴) نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی پھرتی تھی کہ نوح علیہ السلام دیوانے ہیں اور جب کوئی شخص اُن پر ایمان لاتا تھا تو وہ ظالم اور جابر لوگوں کو جا کر اُس کی اطلاع کر دیتی تھی ! (جیسے آج بعض مسلمان غیر مسلم اداروں کے لئے کام کرتے ہیں اور مذہب پر صحیح عمل کرنے والے مسلمانوں کی جاسوسی کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُن پر ڈرون سے حملے بھی کروا دیتے ہیں ۔)

اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جب لوط علیہ السلام کے پاس کوئی مہمان آتا تھا تو وہ اپنی قوم کو جا کر بتا دیتی تھی کہ نیا مہمان آیا ہے کیونکہ قوم لوط مردوں میں دلچسپی رکھنے والی قوم تھی !!

چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اور لوط علیہ السلام کے لیے یہ دوہری آزمائش تھی کہ ایک طرف اُن کی قوم اُنھیں جھٹلا رہی تھی ، اُنھیں اذیتیں دے رہی تھی تو دوسری

طرف اُن کی اپنی بیویاں کفار کی صف میں کھڑی ہوئی تھیں۔ بالآخر یہ دونوں روشن خیال اور ماڈرنسٹ خواتین اللہ کے عذاب کا شکار ہوگئیں۔

اِس کے مقابلے میں حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا دعوتی مشن پھیلانے میں بے مثال کامیابی حاصل ہوئی اور اِن چاروں رسولوں کی بیویاں نہ صرف اُن پر ایمان لائی تھیں بلکہ اپنے وقت کی بے مثال خواتین بھی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دونوں بیویاں (سارہؓ اور ہاجرہؓ) ہی بہت عظیم تھیں لیکن حضرت ہاجرہؓ کا صبر و شکر تو اتنا عظیم تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی وساطت سے پوری عرب تہذیب کی بنیاد رکھی۔

حضرت ہاجرہؓ کی زندگی، خواتین کے لیے عظیم نمونہ

یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام کے داعیانہ مشن کی کامیابی میں اُن کی عظیم بیوی اور شریکِ سفر حضرت ہاجرہؓ کا بہت بڑا دخل ہے۔ حضرت ہاجرہؓ نے محض اللہ کی رضا کی خاطر اپنے شیر خوار بچے کے ساتھ مکہ کی بیابان وادی میں ٹھہرنا قبول کرلیا۔ اللہ کو اپنی اُس عاجز بندی کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ اللہ نے اُسی عورت سے ایک عظیم تہذیب کو جنم دیا۔ ہاجرہؓ جن کا تعلق مصر سے تھا، اُن کی مادری زبان میں اُن کے نام کا مطلب ہے ''شہر''۔ اللہ نے اُن کے نام کو سچ کر دکھایا۔ علم تاریخ اور عمرانیات ہمیں بتاتا ہے کہ ہر تہذیب کی بنیاد پانی کے اردگرد پڑتی ہے کیونکہ پانی سے ہر زندگی کی ابتداء ہے:

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ○ (سورہ الانبیاء: 30)

ترجمہ: ''اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی، کیا پھر بھی تم ایمان نہیں لاؤ گے۔''

مثلاً انڈس کی تہذیب، مصر کی تہذیب، بابل کی تہذیب، یمن کی تہذیب وغیرہ۔

اسی طرح عرب قوم کا مکہ میں نقطہ آغاز پانی (زم زم) سے ہوا اور وہ ہاجرہؑ کی اپنے بچے سے محبت اور اللہ پر توکل کی وجہ سے اللہ نے عطا فرمایا۔ اِس وادی کے سب سے پہلے مکین ایک ماں اور ایک بیٹا ہی تھے۔

کئی برس کے بعد جب ابراہیم علیہ السلام اپنی بیوی اور بیٹے سے ملنے مکہ واپس آئے اور رات کی تاریکی میں اپنے گھر کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہاجرہؑ کو صحف ابراہم کی تلاوت کرتے سنا اور ساتھ ساتھ وہ اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو سکھا رہی تھیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دل خوشی سے سرشار ہو گیا کہ اُن کی نسل بڑی پاکیزہ اور مبارک تھی۔

حضرت ہاجرہؑ نے نوے سال عمر پائی۔ اُن کے دم سے مکہ کی وادی میں بے پناہ رونق تھی۔ وہ قبیلہ جرہم کے بچوں کو جمع کر کے صحف ابراہیم پڑھاتیں اور حفظ کراتیں اور اُنہیں لکھنا بھی سکھاتیں کیونکہ بعض روایات کے مطابق مکہ میں قلم سے کتابت سب سے پہلے انہوں نے ہی کی۔

(بحوالہ: احمد خلیل جمعہ، ازواج الانبیاء، دارالاشاعت، کراچی ۱۹۹۹ء)

گویا عرب تہذیب کا مرکز مکہ تھا۔ اُس شہر کی بنیاد ہاجرہؑ نے ڈالی اور انہوں نے ہی عربوں کو لکھنا سکھایا۔ قلم سے ہی لکھا جاتا ہے اور علم کو کتابوں میں محفوظ کیا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:

قَيِّدُوْا الْعِلْمَ بِالْكِتَابِ. (خطیب فی تاریخ بغداد)

''علم کو کتاب میں (لکھ کر) محفوظ کرو''

[یہ حدیث جسے حضرت انسؓ نے روایت کیا ہے ایک صحیح حدیث ہے۔ اِس حدیث کو ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں اور امام القضاعی نے مُسند الشہاب میں بھی روایت کیا ہے۔ شیخ البانی نے صحیح الجامع میں اِسے صحیح کا درجہ دیا ہے۔]

جس طرح جدید سائنس ہمیں بتاتی ہے کہ رحم مادر میں بچے کے دل کی دھڑکن (Fetal Heart) کو ماں کے دل کی دھڑکن جمپ سٹارٹ (Jump start) کرتی ہے۔اسی طرح حضرت ہاجرہؓ نے عرب قوم کولکھنا پڑھنا سکھا کرایک جمپ سٹارٹ دیا اور یہی عرب قوم مسلمان اُمت بن کراُ بھری۔ ہاجرہؓ ایک عظیم ماں ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عظیم ٹیچر بھی تھیں۔اسی لیے اُن کی نسل سے جب امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آئے تو انہوں نے بھی یہی فرمایا:

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا. (ابن ماجہ)

''بیشک میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔''

[محدث العراقی کے مطابق اِس حدیث کی سند میں ضعف ہے (تخریج الاحیاء) البتہ شیخ ناصرالدین البانی نے سلسلة الصحيحة (3593) میں اِس حدیث کواس بنا پر صحیح کہا ہے کہ اِس حدیث کے مضمون کوصحیح مسلم کی حدیث تقویت دیتی ہے۔]

حضرت ہاجرہؓ کی زندگی میں مسلمان خواتین کے لیے عظیم نمونہ ہے جنہوں نے ایک پوری تہذیب کو جنم دیا اور پروان چڑھایا لیکن اُس کے باوجود ہاجرہؓ کی زندگی کا مقصد کیریئر بنانا نہیں تھا۔انہوں نے پردے میں رہ کر ایک عظیم تہذیب کی تعلیم دی۔

آجکل کی بعض خواتین کیریئر کی جستجو میں ایک عظیم قوم کے لیے بچوں کی تعلیم و تربیت کی اصل ذمہ داری کو بھول جاتی ہیں۔ UNO کے سوشل انجینئرنگ پروگرام کا اصل مقصد مسلمانوں کے فیملی سسٹم کو تباہ کرنا ہے اوراس لیے انہوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ مسلمان خواتین کو کیریئر اور لیڈرشپ کا جھانسا دے کرگھر سے باہر لائیں۔آج تحریک آزادیٔ نسواں،عورت کو گھر کی فکر سے بالکل ''آزاد'' کر دینا چاہتی ہے کیونکہ

ماں کی محبت اور تربیت سے اچھے انسان تیار ہوتے ہیں کہ جو کہ دجالی نظام کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نیویارک میگزین (New York Magazine) کے ستمبر ۱۹۷۵ء کے انٹرویو میں تحریک نسواں کے حمایتی فرانسیسی مفکر سائمون ڈے بیووارَ (Simone de Beauvior) نے برملا کہا تھا: "جب تک ہم خاندان، ماں پنا (Motherhood) اور ماں کی جبلی محبت (Maternal instinct) کے تصور کو تباہ نہیں کریں گے، عورت آزاد نہیں ہوسکتی۔"

آج مسلمان اُمت کی نجات حضرت ہاجرہؑ جیسی عظیم خاتون کی پیروی میں ہے جن کی مرنے کے وقت صرف ایک ہی خواہش تھی کہ آخری لمحات میں اُن کی نگاہیں خانہ کعبہ پر مرکوز ہوں۔

اسماعیل علیہ السلام کی دونوں بیویوں سے متعلق قصہ

یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام، تبلیغِ اسلام کے مشن میں نیک بیوی کی اہمیت سے بخوبی واقف تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اُنھوں نے اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے نیک بیوی کے انتخاب کو بہت اہمیت دی۔ حدیث کی کتابوں میں بالخصوص صحیح بخاری میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی دونوں بیویوں سے متعلق طویل قصہ موجود ہے جس کا خلاصہ یہاں بیان کیا جاتا ہے:

"اسماعیل علیہ السلام نے اپنی والدہ ہاجرہ علیہا السلام کی گود میں پرورش پائی تھی جنھوں نے اُن کی تربیت آدابِ نبوت، بلند اخلاق اور فضائل کی بنیاد پر کی تھی۔ نتیجتاً اسماعیل علیہ السلام بڑے انوکھے انداز میں پروان چڑھے اور ایک شاندار، بلند ہمت، اور عالی حوصلہ نوجوان کی صورت میں اُبھر کر سامنے آئے۔ چنانچہ قبیلہ جرہم کی نگاہیں ان پر مرکوز ہوگئیں!!

جرہم قوم حضرت اسماعیل علیہ السلام کی وجاہت، نفاست طبع اور نیکی سے متاثر تھی اور اُنہیں اپنا داماد بنانے کی خواہش مند!! یوں اسماعیل علیہ السلام نے صدیٰ بنتِ سعد نامی لڑکی کے باپ کو شادی کا پیغام بھجوایا اور اُس نے فوراً اپنی بیٹی کا نکاح اسماعیل علیہ السلام سے کردیا!!

ایسا لگتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کی یہ بیوی مُطلوبہ معیار پر پوری نہیں اترتی تھیں۔ اُس عورت میں تقویٰ کی کمی تھی اور وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے رُتبہ اور مقام سے واقف نہ تھی۔ وہ اپنے طرزِ زندگی سے بیزار تھیں اور اُس کا دعویٰ تھا کہ اتنی گھٹن اور مشکلات سے بھرپور زندگی اُس کے لئے ناقابلِ برداشت ہے! ابراہیم علیہ السلام کا معمول تھا کہ وہ ہر چند مہینوں کے بعد اپنی بیوی ہاجرہ علیہا السلام اور اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام سے ملنے آتے تھے۔ اِس دفعہ جب ابراہیم علیہ السلام آئے تو ہاجرہ علیہ السلام کا انتقال ہوچکا تھا اور اسماعیل علیہ السلام کا نکاح ہوچکا تھا!!

زیادہ امکان یہ ہے کہ وہ اسماعیل علیہ السلام کی شادی کے بعد پہلی بار یہاں آئے تھے۔ جب ابراہیم علیہ السلام اُن کے گھر پہنچے تو اسماعیل علیہ السلام تو باہر اپنے کام پر گئے ہوئے تھے جب کہ اُن کی بیوی (صدیٰ بنتِ سعد) گھر میں موجود تھیں!

ابراہیم علیہ السلام نے گھر کے دروازے کے سامنے کھڑے ہوکر فرمایا: السلام علیکم یا اھل البیت!!

تو اندر سے نہایت رُوکھا سا جواب آیا اور صدیٰ دروازے پر آئی اور نہایت بیزاری اور ناگواری سے بزرگ صورت ابراہیم علیہ السلام کو دیکھنے لگی!!

ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا: اسماعیلؑ کہاں ہیں؟

تو وہ بولی: ہمارے لئے روزی حاصل کرنے گئے ہوئے ہیں!!

اسماعیل علیہ السلام دراصل بکریاں چراتے تھے اور اپنا تیر کمان لیکر شکار کے لئے نکلتے تھے۔ ابراہیم علیہ السلام نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پھر اُس سے دریافت کیا:

''کیا کوئی ٹھہرنے کی جگہ ہے؟''

تو وہ بڑی روکھائی سے بولی: خدا کی قسم، نہیں!!

پھر انہوں نے اُن کی زندگی کے بارے میں دریافت کیا: ''کیا تمہارے یہاں مہمان نوازی ہوتی ہے؟''

یہ سُن کر اسماعیل علیہ السلام کی بیوی بڑی بے رخی اور ناشکری سے بولی:

''مہمان نوازی کہاں سے ہوگی؟ کھانا ہے نہیں اور بکری اِتنا کم دودھ دیتی ہے کہ گزارہ نہیں ہوتا، اور پانی بھی حاصل کرنا اور اتنا شوار کہ بس پوچھیں نہیں۔''

یعنی اُس نے اپنی خستہ حالی کا شکوہ کیا!!

ابراہیم علیہ السلام نے دیکھا کہ اسماعیل علیہ السلام کی یہ بیوی نہایت ناشکری، سٹیٹس زدہ اور شوہر کی ناقدری ہے۔ یہ عورت اس قابل ہرگز نہیں کہ یہ ایک نیک نسل اور بچوں کی ماں بنے جو اللہ کی دعوت کو مشرق سے مغرب تک پورے عالم میں پھیلانے کا ذریعہ بنیں گے۔ اُس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کے لئے ایک زبانی پیغام دیا اور فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آجائے تو اُسے میرا سلام کہنا اور اُس سے کہنا کہ وہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل ڈالے!!

یہ کہہ کر ابراہیم علیہ السلام اپنی دعوت و تبلیغ کی مہم پر روانہ ہوگئے۔ جب اسماعیل علیہ السلام گھر پہنچے تو اُنہیں ایک مانوس سی مہک کا احساس ہوا۔ شاید وہ اپنے والد کی خوشبو پہچان گئے تھے۔ فوراً اپنی بیوی سے دریافت کیا: ''کیا یہاں کوئی آیا تھا؟'' وہ طنزیہ انداز میں بولی: ''ایک بڑے میاں آئے تھے اور آپ کے بارے میں پوچھ رہے تھے، تو میں نے بتادیا!!''

تو اسماعیل علیہ السلام نے کہا: ''کیا تم سے کچھ پوچھا؟''

وہ بولی: ''بڑے میاں نے ہماری زندگی اور روزگار کے بارے میں پوچھا تھا!!''

تو اسماعیل علیہ السلام بولے: ''تو تم نے کیا کہا؟''

وہ بولی: میں نے انہیں بتادیا کہ میں بہت تکلیف اور تنگی میں ہوں!!

اسماعیل علیہ السلام اپنی بیوی کی اِس ناشکری اور بخل سے بہت افسردہ ہو گئے کیونکہ وہ اپنے والد کی طرح مہمان نواز تھے۔ انہوں نے الہام ربانی کی بدولت اُس سے سوال کیا: ''کیا وہ بزرگ تمہیں کوئی پیغام دے گئے ہیں؟''

تو وہ بولی: ''ہاں، اُنہوں نے آپ کو سلام کہلوایا ہے اور کہلوایا ہے کہ اپنے گھر کی چوکھٹ بدل ڈالو!!''

یہ سُن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام نے فرمایا: ''وہ میرے والد تھے اور مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں''۔ پھر اُنہوں نے اپنی بیوی سے کہا: ''اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ'' اور اپنے والد کے حکم کی تعمیل کی اور اُسے طلاق دے دی!!

اسماعیل علیہ السلام نے اپنی پہلی بیوی (صدیٰ بنتِ سعد) کو طلاق دینے کے بعد کچھ عرصہ ایسے ہی گزارا۔ پھر اُس کے بعد ایک متقی، پرہیز گار، اللہ اور اُس کے پیغمبروں پر ایمان رکھنے والی بیوی کی تلاش شروع کر دی، ایسی بیوی جو ہنسی خوشی اور صبر کے ساتھ ہر تنگی اور مشکل کو جھیل سکے! اُنہیں ایک ایسی عورت کی تلاش تھی جو اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے دنیاوی اور مادی آسائشوں سے منہ پھیر کر آخرت کی نعمتوں اور آسائشوں پر نظر رکھے!!

آخر کار اُنہیں کو ہر مقصود حاصل ہوگیا۔ اُنہیں یہ ساری خوبیاں رعلة بنتِ مضاض بن عمرو الجرهمة نامی خاتون میں نظر آئیں چنانچہ اُنہوں نے اُن خاتون کے والد کو پیغام بھجوادیا جنہوں نے یہ پیغام منظور کرلیا اور اپنی بیٹی رعلة کا نکاح اسماعیل علیہ السلام سے کردیا............!!

اور اس طرح رعلة بنتِ مضاض، حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گھر منتقل ہو

گئیں اور بے اختیار اپنے پروردگار کا شکر ادا کرنے لگیں کہ جس نے اُن کو نواز اور اتنا مبارک نکاح اُنکا مقدر بنا۔ رعلة بنتِ مضاض، اللہ تعالیٰ پر اور اُن کے رسول ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحفِ مطہرة پر سچے دل سے ایمان لے آئی تھیں اور اپنے شوہر اسماعیل علیہ السلام کی عادات و اخلاق پوری طرح اپنالی تھیں جس کی وجہ سے وہ آخرت کی طالب عورتوں کے لئے ایک اعلیٰ ترین مثال بن گئیں تھیں۔

کافی عرصہ ایسا گزرا کہ ابراہیم علیہ السلام مکہ سے دور رہے اور اپنے بیٹے اسماعیل السلام اور اپنی بہو (رعلة بنتِ مضاض) سے ملنے نہ آسکے مگر ایک دن وہ اچانک اپنے بیٹے اسماعیل علیہ اسلام سے ملنے آگئے مگر وہ گھر پر نہیں تھے البتہ اُن کی بیوی سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے فرمایا: السلام علیکم ورحمة اللہ اهل البیت۔ تو اسماعیل علیہ السلام کی بیوی رعلة بولیں۔ وعلیکم السلام! اور اُن کا خیر مقدم کیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسماعیل علیہ السلام کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو وہ بڑے ادب سے بولیں: ''اللہ کی زمین سے ہمارے لئے رزق حاصل کرنے گئے ہیں۔''

ابراہیم علیہ السلام نے دریافت کیا: ''تم لوگ کس حال میں ہو؟''

رعلة بولیں: ''الحمد اللہ بہت آرام میں ہیں۔ آیئے تشریف لایئے۔ میں آپ کے لیے کھانے پانی کا انتظام کرتی ہوں کہ اللہ کا دیا بہت کچھ ہے!!

اُس وقت ابراہیم علیہ السلام نے اُن سے اُن کے کھانے کے بارے میں دریافت کیا: ''تم لوگوں کا کھانا کیا ہے؟''

تو رعلة بولیں: ''الحمد للہ ہم لوگ گوشت کھاتے ہیں۔''

انہوں نے پھر پوچھا: ''اور پیتے کیا ہو؟''

تو وہ بولیں: ''الحمد للہ ہم لوگ پانی اور دودھ پیتے ہیں۔''

ابراہیم علیہ السلام نے پھر دریافت کیا: 'کیا تمہارے یہاں اناج ہے؟''

تو اسماعیل علیہ السلام کی بیوی رعــــلة بڑے اطمینان سے بولیں: ''ہم لوگوں کے پاس اللہ کی بے شمار نعمتیں ہیں: ان شاء اللہ یہ بھی ہو جائے گا!!''

یہ تمام باتیں سُن کر ابراہیم علیہ السلام کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اپنی بہو سے مل کر انہیں احساس ہوا کہ اُن کے سامنے ایک صابر، شاکر، اپنے شوہر کی قدر جاننے والی خاتون ہے اور اُس وقت ابراہیم علیہ السلام بے اختیار اللہ کی طرف متوجہ ہوئے اور دعا فرمائی۔ (**اللهم بارک لهم في طعامهم و شرابهم**) یعنی اے میرے اللہ! انکے کھانے اور پینے میں برکت عطا فرما۔

پھر وہ اپنی بہو کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب تمہارا شوہر آجائے تو اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ برقرار رکھو' کہ اسی میں تمہارے گھر کی بھلائی ہے!!

اپنے بیٹے اور بہو کی طرف سے اطمینان کرنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام بیت المقدس واپس لوٹ گئے۔ جب اسماعیل علیہ السلام شکار سے واپس لوٹے تو گھر آکر انہیں اپنے والد کی مہک محسوس ہوئی۔ انہوں نے اپنی بیوی سے کہا: ''میں آج بڑی اچھی مہک محسوس کر رہا ہوں، کیا یہاں کوئی آیا تھا؟''

تو وہ بولیں: ''جی ہاں: ہمارے یہاں ایک بزرگ تشریف لائے تھے جو نہایت خوش شکل، خوش لباس، خوشبودار، خوش گفتار اور رعب و دبدبہ والے تھے، جن کی گفتگو بڑی اچھی اور اخلاق بڑے اعلیٰ تھے۔ اُن کا انداز میں وقار پایا جاتا تھا!! انہوں نے ہماری گزر اوقات کے بارے میں مجھ سے دریافت کیا تو میں نے اُنہیں بتادیا کہ ہم اللہ کے فضل و کرم سے بڑی آسودہ زندگی گزار رہے ہیں، ہم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ تو انہوں نے ہمارے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

اسماعیل علیہ السلام بولے: ''کیا اُن بزرگ نے تمہیں کوئی وصیت کی ہے؟'' تو

اُن کی بیوی نے جواب دیا: ''جی ہاں، آپ کو سلام کہہ گئے ہیں اور فرما گئے ہیں کہ اپنے گھر کی چوکھٹ برقرار رکھنا!!''

یہ سُن کر اسماعیل علیہ السلام خوش ہوتے ہوئے اپنی بیوی رعلۃ سے کہنے لگے: ''وہ میرے والد تھے اور اِس گھر کی چوکھٹ سے مراد تم ہو۔ وہ مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں ہمیشہ تمھیں اپنے پاس رکھوں۔''

(بحوالہ: البدایہ و النہایہ (1/155-156) **تفسیر طبری (13/229 - 231)**)

مورخین کے مطابق حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بیوی رعلۃ کے بارہ (12) بیٹے ہوئے تھے جو عرب کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے اور سب کے سب سردار ہوئے۔ اُن میں سے قیدار بن اسماعیل کی نسل سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ رعلۃ بنت مضاض زندگی کے آخر دم تک مکہ مکرمہ میں زمزم کے قریب سکونت پذیر رہیں اور بیت الحرام کے قریب ہی وفات پائی۔

موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کا قصہ جس نے دعوتِ دین کے مشن میں اُن کا ساتھ دیا

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام، اللہ کے اُن رسولوں میں سے ہیں کہ جن کی بیوی نے اُن کے دعوتِ دین کے مشن میں اُن کا ساتھ دیا جس کے نتیجے میں موسیٰ علیہ السلام کو اپنے مشن میں عالیشان کامیابی حاصل ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیوی حضرت صفورا علیہا السلام وہ خاتون ہیں کہ جن کی شرم و حیا کو قرآن نے بیان کیا ہے (سورہ القصص)۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے والد کا پیغام پہنچاتے ہوئے نہایت دیانت داری، بہترین کردار اور اعلیٰ تربیت کا ثبوت دیا۔ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہت قدر دان تھیں جب ہی تو اپنے والد کو کہا:

يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ○
(سورہ القصص:26)
''ابا جان! آپ انھیں مزدوری پر رکھ لیں کیونکہ جنھیں آپ اُجرت پر رکھیں اُن میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو مضبوط اور امانتدار ہو۔'' [اور یہ دونوں خوبیاں بی بی صفورا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام میں دیکھ لی تھیں]

پھر حضرت صفورا نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مدین سے مصر کی طرف ہجرت کی جبکہ آپ حاملہ تھیں اور آپ کی گود میں دو بیٹے بھی تھے۔ مصر میں فرعون کے مقابلے میں اپنے دعوتی مشن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو تکالیف پہنچیں اُن سب میں حضرت صفوراؑ بھی بیوی ہونے کی وجہ سے شریک تھیں اور اُنھوں نے سب آزمائشوں کو نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کیا اور اپنے خاوند یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے تبلیغی مشن پر آنچ نہ آنے دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم بیویاں، اُمتِ مسلمہ کی مائیں

سب نبیوں کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں ہی پوری امتِ مسلمہ کی عورتوں کے لیے مثالی نمونہ ہیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کی عظمت کے کیا کہنے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی آئی تو پوری دنیا میں سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والی ہستی ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا تھیں۔ جب کفار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے تھے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر مرہم رکھا کرتی تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا مکہ کی بہت امیر اور کامیاب تاجر تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت آنے کے بعد اُنھوں نے اپنی تمام دولت رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

تبلیغی مشن کے لیے وقف کر دی۔ یہی وجہ ہے کہ ایک مرتبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیل کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا اور جبرئیل امین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنھا کو سلام بھیجا ہے اور اللہ نے جنت میں ایک محل حضرت خدیجہؓ کے لیے تعمیر فرمایا ہے جو مکمل طور پر موتیوں سے بنا ہوا ہے۔

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا کو اللہ تعالیٰ نے نہایت قوی حافظہ (Photographic memory) سے نوازا تھا۔خواتین صحابیات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ احادیث (دو ہزار سے زیادہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا نے روایت کی ہیں۔ علمائے اسلام کے مطابق ہمیں آدھا دین حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا کی وجہ سے پہنچا ہے کیونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسے ایسے اوقات میں ہوتی تھیں جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی نہیں ہوتا تھا۔ چونکہ آپ رضی اللہ عنھا ایک نابغہ خاتون (Genius woman) تھیں اِس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اسلامی تعلیمات کے بارے میں سوالات کرتی رہتی تھیں اور اُن جوابات کو یاد کر لیتی تھیں۔یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث میں فرمایا:

> ''عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری عورتوں پر ایسی ہی فضیلت ہے جس طرح کہ سب کھانوں پر ثرید کی فضیلت ہے۔''(صحیح بخاری)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات کی اہمیت کا اندازہ برطانوی مستشرق خاتون اور مورخہ کیرن آرمسٹرانگ (Karen Armstrong) کے بیان سے ہوتا ہے۔کیرن آرمسٹرانگ نے اپنی کتاب ''A History of God'' میں اسلام میں خواتین کی اہمیت کے ضمن میں لکھا ہے:

''جب اسلام اِس دنیا میں آیا تو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی بیوی خدیجہ کو فرمایا: زَمِّلُوْنِی. زَمِّلُوْنِی (مجھے کمبل اوڑھا دو) اور خدیجہؓ نے انھیں تسلی دی۔ اسی طرح جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات ہوئی تو آپ کا سرِ مبارک اپنی بیوی عائشہؓ کی گود میں تھا۔'' (1)

مزید برآں، مسند احمد کی حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
''جنتی عورتوں کی سردار چار عورتیں ہوں گی:
(1) مریم بنت عمران (عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ)
(2) فرعون کی بیوی آسیہؒ
(3) خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا
(4) فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا (بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم)۔''
(مسند احمد۔طبرانی)

اِس حدیث سے ایک دلچسپ بات یہ بھی پتہ چلتی ہے کہ جنت کی سردار اِن چاروں خواتین کا اللہ کے رسولوں سے تعلق ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی اور آسیہ علیہا السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی تھیں اور دعوتِ دین کے مشن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخموں پر مرہم رکھا کرتی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی تھیں اور اُنھوں نے مکہ مکرمہ میں اپنے والد کا اعلائے کلمۃ الحق کی جدوجہد میں اِس حد تک

---

1) Armstrong, Karen (1993) A History of God. New York, Random House.

ساتھ دیا کہ ایک مرتبہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے تو کفارِ مکہ کے سرداروں نے شرارت کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کی حالت میں تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہت دیر تک اسی حالت میں سجدے میں رہے تو اتنے میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا دوڑتی ہوئی آئیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی حالت یہ تھی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کمر مبارک سے اوجھڑی ہٹا کر اُنھیں صاف کر رہی تھیں اور ساتھ ساتھ روتی جا رہی تھیں۔

المختصر یہ کہ نیک بیوی اِس دنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اور جنت کی کنجی ہے۔ مسلم نوجوانوں کو چاہیے کہ اپنی شریکِ سفر کے انتخاب میں سب سے زیادہ اہمیت لڑکی کی دینداری (Religiosity) کو دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆